مُسلسل اِشاعت کے ۵۴ سال

شمارہ:۱۱ جلد:۲۱ | ذیقعدہ ۱۴۳۸ اگست 2017

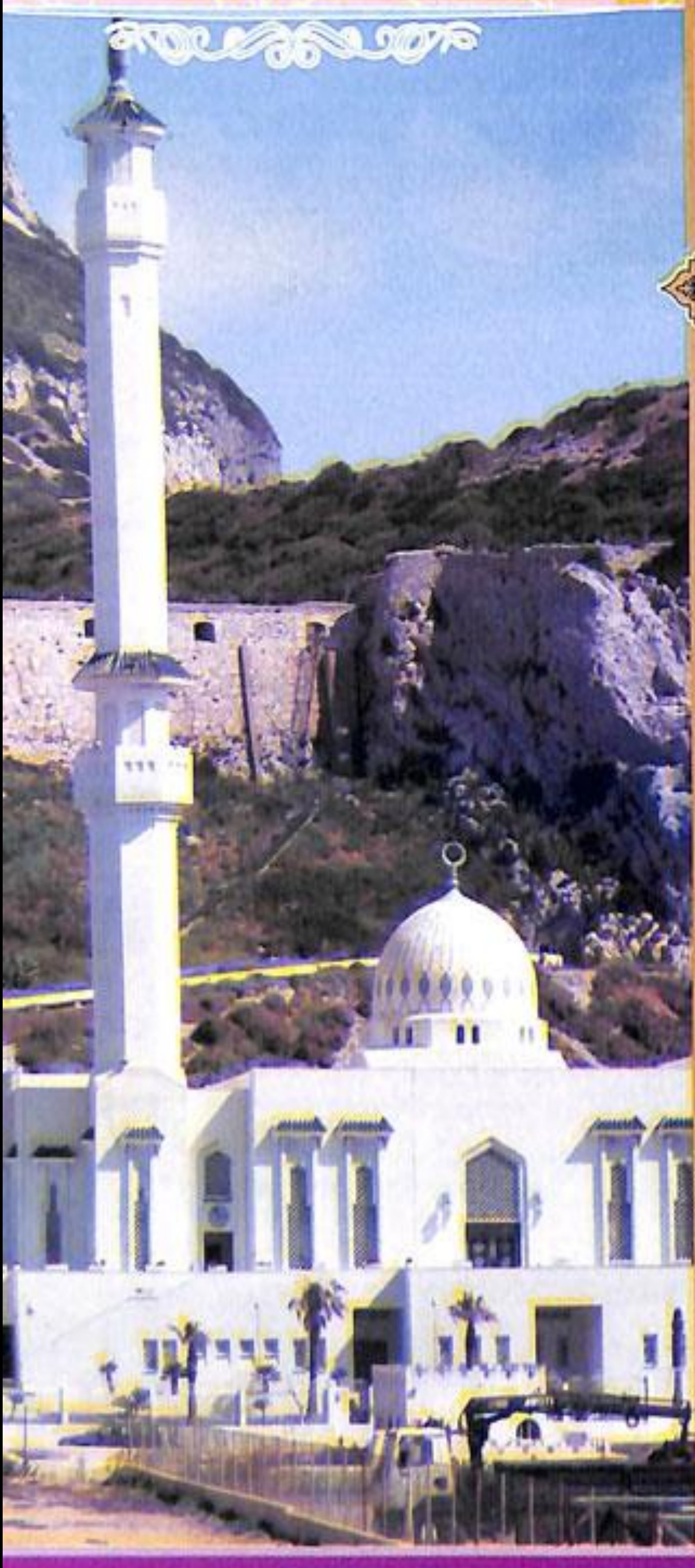

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

حضور اکرم ﷺ کا آخری حج اور آخری خطبہ

روضۂ اطہر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حاضری

حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا

فضائل و مسائلِ حج

جناب میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف کے نام کھلا خط

سردار عنایت الرحمن خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱۱ جلد: ۲۱

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

جناب میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف کے نام کھلا خط	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

حضور اکرم ﷺ کا آخری حج اور آخری خطبہ	سید محمد ازہر شاہ قیصر رحمۃ اللہ علیہ	07
حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا	ابوعمر فاروق	13
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:27)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	16
فضائل ومسائل حج	مولانا محمد رفعت قاسمی	18
مردہ بھائی کا گوشت	مزمل حسین کاپڑیا	23
آج کی سب سے بڑی ضرورت	مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ	30
روزہ اطہر ﷺ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حاضری	مولانا عبدالحمید تونسوی	33
تاریخ خلیفہ ابن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (قسط نمبر:16)	ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری	34

شخصیات

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مولانا محمد وسیم اسلم	37
حضرت مولانا محمد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مولانا اللہ وسایا	41

ردقادیانیت

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت	حسیب اعجاز عاشر	42
سردار عنایت الرحمٰن خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	ادارہ	46
چھ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ	محمد احمد ایم اے، انڈیا	49

متفرقات

ایک ضروری وضاحت	مولانا اللہ وسایا	51
تبصرۂ کتب	ادارہ	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

عزت مآب جناب میاں محمد نواز شریف اور

جناب میاں محمد شہباز شریف کے نام کھلا خط

السلام علیکم مزاج گرامی!

ا...... عید سے قبل پاراچنار، کوئٹہ، احمد پور شرقیہ میں ایک ہفتہ ملک میں موت کا کھیل جاری رہا۔ عید کے بعد ملتان ہیڈ محمد والا اور ملک بھر میں حوادثات نے اہالیان وطن کو بڑی فیاضی سے لقمہ تر بنایا۔ جس کی تفصیلات پر مشتمل روح فرسا مناظر اخبارات میں پڑھنے اور دیکھنے کو روز مل رہے ہیں۔ لگتا یہ ہے کہ ملک سے برکت اٹھ گئی۔ نحوست و بدامنی نے ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔

غالباً حضرت شیخ سعدی ؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ:

ایک بادشاہ شکار یا سیر و سیاحت کے لئے نکلا۔ پیاس کی شدت نے ستایا تو انار کے باغ میں گیا۔ باغ کے مالک کی بیٹی نگران تھی۔ اس سے انار کا رس مانگا۔ لڑکی جلدی سے اٹھی۔ گلاس لیا۔ ایک انار توڑا، نچوڑا اور رس سے بھرا گلاس لاکر بادشاہ کے حضور پیش کر دیا۔ بادشاہ نے غٹ غٹ اسے پیٹ میں اتارا۔ گرمی کا موسم، دوپہر کا وقت، شدت پیاس اور طبیعت کی طلب و فریاد کے بعد انار کے رس نے فرحت و انبساط کی ایسی پرکشش کیفیت دماغ میں بسائی کہ بادشاہ نے گلاس منہ سے ہٹاتے ہی بچی سے کہا کہ ایک گلاس اور لاؤ۔ بچی نے گلاس لیا اور رس لینے گئی۔ بادشاہ کے دل میں خیال آیا کہ اتنا عمدہ اور وسیع باغ۔ اس کو تو نیشنلائز (قومی تحویل میں) ہونا چاہئے یا یہ کہ کم از کم اس پر سرکاری ٹیکس لگنا چاہئے۔ بچی نے رس لانے میں خاصی دیر لگائی۔ بادشاہ نے رس پیا اور بچی سے پوچھا پہلی دفعہ جلدی میں رس لے کر آئی تھیں۔ اب کے خاصی دیر لگا دی۔ ماجرا کیا ہے؟ بچی نے کہا کہ پہلے ایک انار نچوڑا، اتنا رس نکلا کہ گلاس بھر گیا تو جلدی آگئی۔ اب کے بار کئی اناروں سے رس نچوڑا تب گلاس بھرا۔ اس لئے دیر ہوگئی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ایسے کیوں ہوا؟ بچی نے

بڑی سادگی سے کہا کہ لگتا ہے کہ ہمارے حکمران کی نیت میں فتور آ گیا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے مملکت سے برکت اٹھالی ہے اور نحوست نے مملکت میں پڑاؤ ڈال لیا ہے۔ بادشاہ یہ سن کر سراسیمہ و ششدر رہ گیا کہ میں نے اس باغ کو قومیانے یا ٹیکس لگانے کا ارادہ کیا۔ لیکن بچی کو تو پتہ نہیں کہ میں حکمران ہوں یا یہ کہ نیت میں فتور آ گیا ہے۔ اس نے مجرم ضمیر سے بچی کی طرف دیکھا اور کہا کہ ایک گلاس رس کا اور لاؤ۔ بچی گئی۔ بادشاہ نے ارادہ بدلا، اللہ رب العزت کے حضور توبہ کی، استغفار کیا، ندامت کے آنسو ابھی پوری طرح خشک بھی نہ ہو پائے تھے کہ بچی جلدی میں رس کا گلاس لے کر حاضر تھی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ بیٹا اب پھر جلدی سے آ گئے۔ بچی نے کہا اب کے بار پھر ایک انار کے رس سے گلاس بھر گیا۔ لگتا ہے بادشاہ کی نیت ٹھیک ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی برکتوں نے پھر بارش کردی اور فتور کی نحوست نے دم توڑ دیا ہے۔

کیا ملک میں بدامنی اور انسانی زندگیوں کی تباہی کے اس کھیل میں حکمرانوں کی نیتوں کے اتار چڑھاؤ کا تو دخل نہیں۔ متذکرہ واقعہ سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ تو کیا ایک بار آپ ہم سب کو اس پر غور کر کے اصلاح کی فکر نہیں کر لینی چاہئے؟ اللہ تعالیٰ توفیق مرحمت فرمائیں:

۲...... پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو خدا تعالیٰ اور مصطفیٰ ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اسلام اور قرآن وسنت کی حکمرانی کے وعدے کئے گئے۔ مگر اب ہماری نیتوں میں یہ بات سما گئی کہ اسے لبرل ملک بنانا ہے۔ گویا ہم نے اسلام کو دیس نکالا دینے کی نیت کر لی ہے۔ اس کے اثرات بد سے پوری قوم بدحالی کا شکار تو نہیں؟ اس پر غور کر لیا جائے تو کیا حرج ہے؟

۳...... نیک اولاد، اور پاک مال، انسان کی عزت وراحت کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن پانامہ کے اس کیس میں اولاد و مال ہی عزت کو خاک میں ملانے کا باعث ہوگئے ہیں۔ اگر یہ شامت اعمال کا باعث ہے تو پھر اس کی تلافی بھی صرف اور صرف صاحب واقعہ ہی فرما سکتے ہیں۔

۴...... بات بہت تلخ حقیقت ہے۔ لیکن اس کا اظہار کئے بغیر چارہ نہیں کہ پانامہ کیس میں سپریم کورٹ کے حکم پر تشکیل پانے والے جے.آئی.ٹی کے سامنے محترمہ مکرمہ جناب مریم نواز صاحبہ کے پیش ہونے پر پوری مسلم لیگ کی قیادت سراپا احتجاج ہے۔ اس پر مثبت ومنفی تبصروں کا ایک غوغا ہے۔ کان پڑی نہیں سنائی دے رہی ہے۔ آج ۵ر جولائی ۲۰۱۷ء کے اخبارات میں محترم میاں شہباز شریف کا بیان آیا ہے کہ: ’’مریم نواز کو طلب کرنے کا کوئی اخلاقی جواز نہیں۔‘‘

سو فیصد اس بیان سے اتفاق ہے۔ اس لئے کہ رحمت عالم ﷺ کے امتی ہونے کے ناتے آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے رہنا چاہئے جو آپ ﷺ نے حاتم طائی کی بیٹی کی آمد کے موقعہ پر فرمایا کہ بیٹی، بیٹی ہوتی ہے، چاہے کافر کی کیوں نہ ہو۔ اپنے مبارک کندھوں، خاتم النبیین ذات اقدس کے حامل کندھوں کی چادر مبارک، وہ چادر جس کے متعلق سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ فرماتے تھے کہ اگر یہ چادر قیامت کے دن جہنم کی طرف پھیر دی جائے تو اس کے صدقے خدا تعالیٰ جہنم کو بھی ٹھنڈا فرمادیں گے۔ اس اعزاز کی حامل چادر مبارک کو حاتم طائی کی بیٹی کے سر پر اوڑھایا گیا۔

کل تک بھلا وقت تھا کہ ہم دوسروں کی بچیوں کو اپنی بچیاں سمجھتے ہیں۔ لیکن مراتھن ریس میں قوم کی بچیوں کو کس نے دوڑایا؟ حکمرانوں نے۔ انکوائری کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو کو چکر لگوائے۔ کس نے؟ حکمرانوں نے۔ لیکن معافی چاہتا ہوں کہ آپ فرماسکتے ہیں کہ ایسا کرنے والے دوسرے حکمران تھے۔ بالکل بجا فرمایا۔ لیکن اجازت ہو۔ طبیعت پر گراں نہ گزرے۔ جان کی امان ہو تو عرض کرنے کی اجازت ملنی چاہئے کہ بالکل کل کی بات ہے۔ آپ کے مثالی ونورانی عہد حکمرانی کی بات ہے کہ فورتھ شیڈول میں ڈالے جانے والے لوگوں سے فارم پر کرائے گئے۔ اس میں ان لوگوں کی ماؤں، بہنوں، بچیوں کے نام ان کے فون نمبر بھی درج کئے گئے۔ فورتھ شیڈول میں جن کو ڈالا گیا۔ مان لیا، وہ مجرم ہوں گے۔ لیکن ایک ایک پولیس مین، کلرک لوگوں کے ذریعہ ان کی بچیوں، بیٹیوں، ماؤں، بہنوں کے ناموں، پتوں اور فون نمبر معلوم کئے۔ ان بیٹیوں کا کیا قصور تھا؟۔

مریم نواز بیٹی ہے اور رب محمد ﷺ کی قسم بیٹی ہے اور قابل احترام اور واجب التکریم بیٹی ہے۔ ان کے اس طرح جے.آئی.ٹی کے سامنے بلانے کا جواز نہیں، تو جو کچھ آپ کی حکمرانی میں ہوا؟ معافی چاہتا ہوں اور جو ہورہا ہے کیا وہ بیٹیاں، بیٹیاں نہیں۔ محترمہ مریم نواز کو بلایا گیا تو حکمرانوں اور حکمران جماعت کے ہر چھوٹے بڑے کے دماغوں میں زلزلہ آگیا۔ آنا چاہئے تھا۔ خدا لگتی میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ٹھیک ہوا۔ لیکن ظلم ظلم ہے، کوئی کرے۔ پہلے حکمران کریں یا آپ۔ آج کے حکمران کریں یا کل کے۔ لیگی قیادت! تمہیں شاید خدا تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کے فرمان تو آج بوجہ لبرل ازم کے سمجھ نہ آئیں۔

لیکن محترمہ بہن مریم نواز کی عزت کا واسطہ اپنے ان فارموں میں جن قوم کی بیٹیوں کی عزتوں کا

خون کیا ہے۔اس کی تلافی ہوسکے تو اب بھی وقت ہے کہ روٹھے رب کو منا کر فورتھ شیڈول کے فارموں سے یہ ملعونانہ سوالات نکال دو۔تو پھر شاید بے برکتی کی نحوست دور ہو جائے۔لیکن نقارہ خانہ میں طوطی کی کون سنے گا۔شاید توفیق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا مشکل ہے کہ وہ دل بدل دے۔

محترم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب، محترم میاں شہباز شریف صاحب! آپ توجہ فرمائیں اور اگر ذوق عالی پر گراں نہ ہو تو عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ:

۵...... جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہد حکمرانی میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ ملک میں اتوار کی بجائے جمعہ کی چھٹی ہوگی۔آنجناب میاں محمد نواز شریف حکمران بنے تو اس قرارداد کو اپنے اقتدار کے پاؤں کے نیچے مسل کر بڑے طمطراق سے اعلان کیا کہ جمعہ کی بجائے اتوار کو چھٹی ہوگی۔

محترم! اس اعلان سے پورے ملک میں افتراق پیدا ہوا ہے۔پوری قوم دوذہنی میں مبتلا ہے۔ کراچی سے خیبر تک پورے ملک کے اہم شہر بعض جمعہ کو بند ہوتے ہیں اور بعض اتوار کو۔پوری قوم کی وحدت کا شیرازہ آپ کے اس اعلان کی بدولت بکھرا۔لیکن بایں ہمہ آپ کو اپنے اعلان کو غلط کہنے اور تلافی کی اخلاقی جرأت پیدا نہ ہوئی۔اب ہو جائے تو احسان ہوگا۔

۶...... علامہ اقبال مرحوم مصور پاکستان نے جواہر لال نہرو کے نام اپنے خط میں فرمایا کہ:''قادیانی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔'' (کلیات مکاتیب اقبال ج۴ص۳۳۰،مطبوعہ بک کارنر جہلم)

پاکستان کی سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ مرزا قادیانی کا لٹریچر اہانت رسول ﷺ سے مملو ہے۔ مرزا قادیانی کے ایک پیرو عبدالسلام قادیانی کو یہودی نوبل پرائز ملا۔اس ملعون نے پاکستان کی سرزمین کو لعنتی کہا(ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور کہوٹہ ایٹمی سنٹر ص۸۰ یونس خلش) پاکستان کو گالی دینے والے کے نام پر آپ نے ایک فزکس ادارہ کا نام رکھ کر اسلامیان وطن، وطن عزیز پاکستان اور علامہ اقبال مرحوم کے نظریہ سے اعراض کیا۔

کیا ممکن ہے کہ ان معروضات پر توجہ فرما کر ان کی تلافی کر دیں۔اس سے ممکن ہے کہ حالات کی نحوست چھٹ جائے اور برکتوں کا نزول وحصول شروع ہو جائے۔اللہ تعالیٰ ایسا فرمادیں۔آمین!

حضور اکرم ﷺ کا آخری حج اور آخری خطبہ

سید محمد ازہر شاہ قیصر ؒ

اسلام ایک مذہب حق ہے۔ جس کا آغاز نیکی، نکوکاری، سچائی، صداقت پسندی سے ہوا ہے اور جس کا انجام یقیناً خیر وسلامتی، بہتری وبرتری، دینی ودنیوی صلاح وفلاح پر ہوگا۔ آغاز اسلام میں اس کی اس خصوصیت طبعی پر شبہ واعتراض کرنے والے بہت تھے اور آج بھی ایسے دریدہ دہنوں، اور کوتاہ نظروں کی کمی نہیں۔ جن کی نظر میں اسلام کے انجام کا بہتر اور اہل اسلام کی حیات اخروی کا کامیاب ہونا ایک خودساختہ افسانہ ہے جو صرف لطف مجلس کے لئے گھڑ لیا گیا ہے۔ مگر شروع میں وہم کرنے والوں کے یہ تمام وہم وگمان اس طرح غلط ثابت ہوئے کہ جو مذہب انتہائی بے کسی وکس مپرسی کے عالم وحشت میں اپنے چند کمزور نام لیواؤں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ صدیوں اور قرنوں میں نہیں بلکہ سالوں، مہینوں میں دنیا اسے مشرق ومغرب کے مدفون خزانوں کی کنجیاں دے دینے اور عرب وعجم کے اقتدار واختیار کے زرنگار وزرتار تخت کو اس کے لئے خالی کردینے پر مجبور ہوئی تھی اور اخیر میں ایسا ہوگا اور یقیناً ایسا ہوگا کہ مآل کار کی تمام خوبیاں اسلام کے لئے وقف ہوں گی اور عالم سماوی کی، حیات جاودانی کی تمام راحتیں اس کا حصہ تقدیر بنیں گی ۔

صرف میں حقدار ہوں اس دولت بیدار کا

اور اب تک ہیں اس کٹھن اور صبر آزما منزل میں پہنچ کر ان کے پاؤں انہیں چلنے سے جواب دے دیں گے۔ ان کی ہمتیں شکست کھا جائیں گی۔ ان کی عزتیں ان کا ساتھ چھوڑ دیں گی اور ان کی سچائی پر ایمان رکھنے والے ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں انسان سخت سراسیمگی اور حیرانی کے عالم میں ہوں گے۔ کیونکہ رسوم ورواج نے ان کی بنیادی صداقتوں کا روپ کچھ سے کچھ کردیا ہے۔ مگر ٹھیک یہی وہ منزل ہے جہاں آسمان کی پہنائیاں اسلام کے آگے دست بستہ کھڑی ہوں گی اور زمین کی وسعت مٹی کے کھلونے کی طرح ان کے ہاتھ میں ہوگی۔ جو کامیابیاں حد خیال سے بھی دور ہیں۔ وہ اس کے پاؤں میں لوٹتی پوٹتی ہوں گی اور جن فتح مندیوں کو اب ہم سے عظیم الشان بعد ہے۔ وہ ہم سے ہم کنار وہم آغوش ہوں گی۔ شمس وقمر دن اور رات میں اس کے قصر معلی کی پاسبانی، رہروداری کریں گے اور سطح ارض پر پھیلے ہوئے یہ کوہ ودشت اس کے لئے وسیع جولانگاہ عمل ہوں گے اور سلام ہو اس نور الاولین والآخرین سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ پر کہ جن کی تعلیمات حقانی اور احکامات ایمانی کے طفیل میں ہمیں رب السموات والارضین کی خوشنودی مزاج کی یہ سعادت اور دین ودنیا میں عزت وکامیابی کا یہ مقام ارفع نصیب ہوا۔ ہزار ہزار سلام ہوں عرب کے اس نبی

امی (ﷺ) پر کہ جس کی حکمت بالغہ کے آگے دنیا کے تمام حکماء نادم وعاجز کشور کشایان خاموش ہو کر رہ گئے۔ ان کی تعلیمات کا ایک ایک حرف ہماری زندگی میں انقلاب پیدا کر گیا اور ان پر عمل کر کے ہی ہمیں دنیا کی بہت بڑی اور طاقتور قوم اور آخرت میں سب سے زیادہ فائز المرام امت بننے کی عزت ملی۔ حق یہ ہے کہ ہماری یہ تمام سعادتیں، یہ تمام عزتیں، یہ تمام فضیلتیں اور یہ سب شرف اسی نبی الانبیاء ﷺ کی پیغمبرانہ تعلیمات کا صدقہ ہیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا منبع ومصدر اسی پاک وبرتر نبی کی ہستی ہے اور ہمیں جو کچھ ملا ہے اسی سرچشمہ فیض سے ملا ہے۔

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم

پھر یہ بے جا نہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی تعلیمات وارشادات کو بار بار پڑھیں اور ان کے خطبات وکلمات کا پیہم مطالعہ کریں۔ ان کا مطالعہ سعادت دارین اور فلاح کونین کا موجب ہے۔ اس نیک خیال سے ہم آج کی فرصت میں آنحضرت ﷺ کے خطبہ حج الوداع کو حدیث کی معتبر کتابوں سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

خطبہ حج الوداع

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے متعدد عمرے فرمائے۔ مگر حج کا ارادہ ملتوی رکھا۔ ہجرت کے دسویں سال جب مکہ معظمہ فتح ہو گیا اور حج سے متعلق، مشرکین کی خودساختہ رسوم ختم کر دی گئیں تو آنحضرت ﷺ نے حج کے ارادے سے مکہ تشریف لانے کا قصد فرمایا۔

۲۵ رذیقعدہ ہفتہ کا روز تھا کہ خدا کا محبوب مدینہ سے بعزم حج بیت اللہ روانہ ہوا۔ اس وقت آپ کے جلو میں، زائرین اور مشتاقان جمال قدس کا امنڈتا ہوا سیلاب تھا۔ قبائل عرب میں جہاں جہاں آپ کے اس سفر کی اطلاع ملتی تھی۔ وہیں سے شمع نبوت کے پروانے جوق در جوق زیارت اور رخ اقدس پر ایک نظر ڈالنے کے مشتاق تھے۔ عورتیں، لڑکیاں، بچیاں بالائے بام آنحضرت ﷺ کی سواری کے انتظار میں کھڑی تھیں۔ یہاں تک کہ ۴ رذی الحجہ یک شنبہ کے دن یہ پورا قافلہ بلد امین میں داخل ہوا۔ ہر شخص آنحضرت ﷺ کی رہنمائی میں ارکان حج کی ادائیگی میں مشغول ہو گیا۔

۹ رذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں مسجد نمرہ کے صحن میں جبل رحمت کے زیر سایہ آنحضرت ﷺ نے ایک لاکھ چودہ ہزار مسلمانوں کو خطاب فرما کر اپنی وہ آخری وصیت اجتماعی طور پر سنائی جس میں مذہب وسیاست کے قیمتی اصول مذکور تھے۔ حاضرین وفور اشتیاق سے بے خود تھے۔ انہوں نے ارشادات نبوی ﷺ کے ہر ہر حرف کو محفوظ کر لینے کے لئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دیئے تھے۔ گوش قبول نقشہ الوہیت

سننے کا منتظر تھا اور عالم کے بلند و پست پر نبی مکرم ﷺ کے جمال و جلال کے نہایت گہرے اثرات طاری تھے۔ فرش سے لے کر عرش تک کی ہر چیز ساکن تھی اور موجودات کا ذرہ ذرہ گوش برآواز آنحضرت ﷺ نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی۔

وہ اک نگاہ جو بظاہر نگاہ سے کم ہے

حمد و ثناء کے بعد ارشاد ہوا: ’’لوگو سنو! میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں اس جگہ نہ مل سکوں گا اور اجتماعی طور پر میری اور تمہاری یہ آخری ملاقات ہو۔‘‘

اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ میری حیات ظاہری کا آخری سال ہے اور روح مطہر رفیق اعلیٰ سے جا ملنے کی تیاری میں مشغول ہے۔ عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا ہے اور نبوت و رسالت کا بدر منیر عنقریب عالم فانی کو ظلمت کدہ بنا کر عالم باقی کو منور کرنے والا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ آنحضرت ﷺ نے رمز و کنایہ میں بتایا۔

پھر فرمایا: لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری آبرو تا قیامت اس طرح (مکہ معظمہ) میں محترم ہیں۔ یہ عزت و آبرو کی قیمتی دستاویز تھی جو نبی مکرم ﷺ کی زبان فیض ترجمان نے امت کے آغوش طلب میں ڈال دی۔ پھر فرمایا: کیوں! میں نے پیغام الٰہی تمہیں سنا دیا؟ سب یک زبان ہوکر بول اٹھے کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے خدا! تو گواہ رہنا۔ سلسلہ کلام پھر شروع ہوا۔ فرمایا کہ: ’’جس کے پاس مال امانت رکھا ہو۔ وہ اسے اس کے مالک کے پاس سپرد کردے۔‘‘

ان دنوں عرب میں سودی کاروبار کا ایک جال پھیلا ہوا تھا۔ جس میں غرباء اور مساکین کا بند بند جکڑا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے چچا حضرت عباسؓ کا سودی کاروبار بھی وسیع پیمانہ پر جاری تھا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر حرمت ربوٰ کا اعلان فرمایا اور اس طرح کہ سب سے پہلے اپنے خاندان کو پیش فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جاہلیت کا سودی لین دین حرام کر دیا گیا اور میں سب سے پہلے چچا عباسؓ کا سود باطل قرار دیتا ہوں۔‘‘

عرب میں اگر کسی قاتل یا دشمن پر اس کی زندگی میں دسترس حاصل نہ ہو سکتی تھی تو اس کی اولاد یا پسماندگان سے انتقام لینا خاندانی فرض سمجھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس وحشیانہ اور جاہلانہ رسم کو مٹانے کے لئے سب سے پہلے اپنا نمونہ پیش فرمایا: ’’جاہلیت کے تمام خونی انتقامات باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون باطل قرار دیتا ہوں۔‘‘

آج ہر جگہ یہ شکایت ہے کہ لوگ وعظ و ارشاد پر کان نہیں دھرتے۔ ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتے ہیں۔ لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کوئی واعظ آقاء دو عالم ﷺ کی طرح اپنی نصیحت کو اپنی ذات، اپنے کنبہ اور خاندان سے شروع کرے تو سننے والے ضرور سنیں گے اور واعظان کرام کا ہر کلمہ نصیحت یقیناً مؤثر ہوگا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ’’زمانہ جاہلیت کے تمام مفاخر بجز تولیت حرم اور حجاج کو آب رسانی کے باطل قرار دیئے گئے۔ قتل عمد کا قصاص مقرر ہو چکا ہے۔ قتل عمد، وہ قتل کہلاتا ہے جو لاٹھی یا پتھر سے عمل میں آئے۔ اس کی دیت سو اونٹ ہیں۔ جس نے اس سے زیادہ طلب کیا۔ اس نے جاہلیت کی رسوم کو زندہ کیا۔‘‘ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا کہ: ’’اسلام کی اس عظیم الشان کامیابی کو صرف عارضی فتح نہ سمجھو۔ بلکہ یقین کرو کعبہ مکرمہ ہمیشہ کے لئے ملت حنفی کا مرکز حقیقی بن چکا ہے اور فتنہ پرداز قومیں اب کبھی سر نہیں اٹھائیں گی۔ لوگو! شیطان اب قیامت تک کے لئے مایوس ہو چکا ہے کہ اس سرزمین میں اس کی پرستش کی جائے۔ البتہ وہ خوش ہے کہ تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی پیروی کیا کرو گے۔‘‘

سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب حرمت کے مہینے کہلاتے ہیں۔ ان مہینوں میں لڑائی اور خونریزی زمانہ جاہلیت میں بھی ممنوع تھی۔ لیکن چونکہ اہل عرب کا بڑا ذریعہ معاش غارت گری، قافلوں اور مسافروں پر حملہ کرنا اور شب خون مارنا تھا۔ اسی ضرورت کی وجہ سے وہ ان چار مہینوں میں نچلے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ اس لئے ان چار مہینوں کو بدلتے رہتے تھے۔ اسی ردوبدل کو عربی زبان میں ’’نسئی‘‘ کہتے ہیں۔ کبھی شوال کو ذیقعدہ کے نام سے موسوم کیا۔ تو کبھی ذی الحجہ کو شوال تک کھینچ لائے۔ اہل عرب کی اس مذموم عادت کی وجہ سے حج کا موسم اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔ چونکہ اب ایک نئی اور آخری شریعت اور خدائی نظام کا آغاز تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’لوگو! مہینوں کا آگے پیچھے کر دینا کفر کی زیادتی ہے۔ وہ جو کافر ہیں۔ اس سے اور گمراہ ہوتے ہیں۔ ایک سال اسے حرام قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال حلال۔ تاکہ ان مہینوں کی گنتی پوری کر لیں۔ جو اللہ نے حرام کئے ہیں اور اس طرح حرام مہینوں کو حلال بنالیں۔ زمانہ پھر پھرا کر آج پھر اس نقطہ پر آ گیا۔ جس پر ابتداء میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ مہینے اللہ کے نزدیک بارہ ہیں۔ یہ بات خدا کی کتاب میں اس دن سے بھی ہے جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سے چار مہینے محترم ہیں۔ تین متواتر ہیں اور چوتھا ان سے الگ۔ ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ کیوں؟ میں نے پیغام خداوندی پہنچا دیا۔ سب نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اللھم اشھد‘‘ اے خدا تو گواہ رہنا۔‘‘

زمانہ جاہلیت میں عورتیں جائیداد منقولہ سمجھی جاتی تھیں۔ وہ سوتیلی ماں بن جانے کے باوجود بھی دوسرے اموال واملاک کی طرح متوفی کے بیٹے کو ترکہ کے طور پر ملا کرتی تھیں اور جو شیلے جوئے باز جوئے بازی میں بے تکلف انہیں ہرا دیتے تھے۔ مسخ شدہ تہذیب وتمدن کے اس بگاڑ نے عورت کی حیثیت کو چوپایوں اور جانوروں سے بھی بدتر بنا دیا تھا۔ جسے مرد کسی طرح اپنی نظر میں نہیں لاتے تھے۔ آج پہلا دن ہے جب دنیا کا سب سے بڑا حکیم، سب سے بڑا مصلح اور خدا کا آخری پیغمبر اپنے آخری خطبہ میں اس بے

کس و کمتر گروہ کے مستقل حقوق قائم کر کے انہیں زندہ رہنے کا حق دیتا ہے اور تہذیب کے فساد نے معاشرت کے جس ایک ضروری حصہ کو گوشۂ ذلت میں اس قساوت قلبی کے ساتھ پھینک دیا تھا کہ مرد کے بڑے سے بڑے کسی ظلم کے مقابلے میں عورت کے لب فریاد چند لفظ بھی ادا نہیں کر سکتے تھے۔ آج کے ارشادات کے بعد انہیں باعزت زندگی کا پروانۂ خسروی دستیاب ہوا۔

فرمایا کہ: ''لوگو! عورتوں کا تم پر اور تمہارا عورتوں پر حق ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ غیر مردوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ ان کی زندگی کی ہر مسرت اور ان کے قول وفعل کی ہر متاع صرف تمہارے لئے ہو۔ اگر وہ غیروں سے تعلق رکھیں اور غیروں کو تمہاری اجازت کے بغیر گھر میں آنے دیں۔ جنہیں تم پسند نہیں کرتے۔ تو تمہیں اجازت ہے کہ انہیں منع کرو۔ ان سے اپنا بستر الگ کرلو اور مناسب حد تک تادیب وتہذیب کے لئے انہیں مارو۔ اگر اس طرح وہ برائی سے باز آجائیں اور تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو ان کا کھانا اور کپڑا تم پر واجب ہے۔ تمہاری نظروں میں عورتیں بہت ذلیل ہیں۔ وہ بے چاریاں حقوق ملکیت سے محروم ہیں۔ تم نے انہیں خدا کی امانت کے طور پر انہیں لیا ہے اور اس کے حکم سے جواز مقاربت کی اجازت حاصل کر چکے ہو۔ عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو اور ان سے خیر خواہی کا معاملہ کرو۔''

آپ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات سے اہل عرب مسلمان تو ہو چکے تھے۔ لیکن ان بادیہ نشینوں میں ابھی تک جاہلیت کی عادتیں باقی تھیں اور اسلامی تہذیب انہیں مکمل طور پر متاثر نہیں کر سکی تھی۔ خطرہ تھا کہ ان میں غارت گری اور خونریزی کا جذبہ پھر ابھر نہ آئے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ: ''لوگو! مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تمہارے کسی بھائی کی کوئی چیز اس وقت تک تمہارے لئے حلال نہیں جب تک وہ رضامندی سے نہ بخش دے۔ دیکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ کیونکہ میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے جس کو تم مضبوط پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور یاد رکھو وہ چیز قرآن ہے۔''

وحدت اسلامی کی منزل میں اس وقت بھی اور آج بھی سب سے بڑا سنگ راہ امتیاز مراتب نسلی تفوق اور گروہی برتری کا تھا۔ آپ ﷺ نے روئے زمین کے سارے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا اور ان تمام رکاوٹوں اور بندشوں کو جو بنی نوع انسان نے اپنی شرافت اور خاندانی عظمت کی بنیاد پر باہمی مساوات کے سلسلہ میں پیدا کر رکھی تھی۔ بیک قلم اٹھا دیا اور فضیلت کا مدار صرف تقویٰ کو قرار دے کر فرمایا کہ: ''لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر بجز تقویٰ کی فضیلت حاصل نہیں۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے چند ایسے اصول واحکام کا اعلان فرمایا جو زمانہ جاہلیت کے رسوم سے بہت کچھ مختلف تھے اور تمام صحرانشین بدوؤں اور دور دراز علاقے کے باشندوں تک ان کو پہنچا دینے کا اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ تھا۔ ارشاد ہوا: ''لوگو!

اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اس کا حصہ میراث دیدیا ہے۔ اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں اور ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت جائز نہیں۔ لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ زنا کار کے لئے حجر (یعنی حرمان) ہے جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے۔ جو غلام اپنے آقاء کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے۔ اس پر خدا کی، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کی توبہ قبول ہوگی اور نہ ہدیہ۔'' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نبی برحق ﷺ نے ایک لاکھ چودہ ہزار جاں نثاران توحید کے مجمع عظیم کے سامنے بیت اللہ کے سایہ رحمت میں مسلمانوں کے دینی اور دنیوی زندگی کے لئے یہ زریں اصول ارشاد فرمائے۔ وقت کے خوشخط کاتب نے ہر ہر حرف کو تاریخ کے صفحات پر ابدلآباد کے لئے محفوظ کر دیا۔ ایک لاکھ چودہ ہزار نفوس انسانی کا وہ مجمع کثیر خوش قسمت تھا کہ اس نے اپنے کانوں سے یہ ارشادات سنے اور اپنی آنکھوں سے جمال نبوت کو جلال وکمال کے شاہانہ تمکنت ووقار سے آراستہ دیکھا۔ محبت، جو اپنی سادگی فطرت اور خلوص نیت کے باوجود راہ محبت میں ''رقابت'' کو اپنا ایک فریق بنا چکی ہے۔ بڑی رازداری کے ساتھ اس موقع پر کہتی ہے کہ ؎

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آ جائے ہے میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

چودھویں صدی ہجری کے برق رفتار ادوار اوقات میں نازاں ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا نہیں۔ ان کے ارشادات عالیہ کے نغمۂ الوہیت سے ہماری روح نے کیف واہتزاز کی دولت نہیں پائی۔ لیکن ان کی تعلیم تلقین اور تبلیغ ہم تک پہنچی اور ہم نے حضور ﷺ کی دعوت پر ماسواء سے انکار کر کے اللہ کو رب حقیقی، رسول برحق کو آخری نبی ﷺ، کعبۃ اللہ کو اپنا مرکز ایمان وعرفان روضۃ النبی ﷺ کو اپنی محبت وعقیدت کا سدابہار چمن بنالیا۔

مولانا پیر سیف اللہ خالد کی وفات

موصوف جامعۃ المنظور الاسلامیہ لاہور صدر کے مہتمم، کئی ایک دینی جماعتوں اور اداروں کے سرپرست تھے۔ متحرک زندگی گزاری۔ ملک کے نامور پیر طریقت مولانا پیر غلام حبیب چکوال کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کی رحلت ۱۴رجون ۲۰۱۷ء کو ہوئی۔ ۱۵رجون صبح ۹ بجے آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقراء اور مسلمانوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ مرحوم کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا اسد اللہ فاروق نے پڑھائی اور انہیں جامعہ کے ایک کونے میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ میں مجلس کی نمائندگی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیآت سے درگزر فرمائیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا

ابو عمر فاروق

حضرت نسیبہ ام عطیہ انصاریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا صحابہ کرامؓ کی بزرگ خواتین میں سے ہیں اور نبی الملاحم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہنے والی اور صحابہ کرامؓ کی فاضلہ خواتین میں سے ایک صحابیہ ہیں اور یہ ان عظیم خواتین میں سے ہیں جنہوں نے عورتوں کی تاریخ پر اپنے روشن اعمال کے ساتھ انمٹ نقوش چھوڑے اور مختلف میدانوں میں عملی طور پر جہاد میں بھی حصہ لیا۔ حضرت نسیبہ ام عطیہ انصاریہؓ کو روایت حدیث، فقہ، علم میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ نسیبہ لغت میں وہ شریف عورت جس کا حسب نسب عمدہ معروف اور مشہور ہو اور مفید ذکر ہے کہ صحابیات رسول اللہ ﷺ میں سے یہ وہ صحابیہ ہیں جن کا نام نسیبہ اور کنیت ام عطیہ ہے۔ یعنی کسی اور میں یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوئیں۔

حضرت ام عطیہ انصاریہؓ کی سیرت کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ آپؓ جنگ کے شور و غوغا کے میدانوں اور تلواروں کے سائے تلے غازیوں کے قافلے کے درمیان دوڑتی پھرتیں۔ مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ ان کے زخموں کی مرہم پٹی کرتیں۔ ان کے زخموں سے خون صاف کرتیں اور بہتے خون کو روکنے کی تدابیر اختیار کرتیں اور جنگ میں شریک مجاہدین اور زخمیوں کے لئے کھانے کا انتظام بھی آپؓ فرمایا کرتیں۔

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ جنگ فرماتے تو ساتھ ام سلیمؓ اور انصار کی خواتین بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتیں۔ وہ پانی پلاتیں اور زخموں پر مرہم پٹی کرتیں۔ نبی اکرم ﷺ کی بعض ازواج مطہراتؓ بعض معرکوں میں آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتی تھیں اور آپ کی خدمت کرتی تھیں۔ جن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ معرکہ احد اور بنی مصطلق اور حضرت ام سلمہؓ غزوہ خیبر اور فتح مکہ میں ہمراہ تھیں۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ بنت الحارثؓ بھی کثرت سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں۔ حضرت امام مسلم نے نقل کیا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہی۔ میں مجاہدین کے پیچھے ان کے سامان کے پاس ہوتی ان کے لئے کھانا تیار کرتی اور زخموں کی مرہم پٹی کرتی اور مریضوں کی تیمارداری کرتی۔ حضرت ام عطیہؓ ان بیس صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے تھیں جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کے اجر کو حاصل کرنے کے لئے نکلیں۔

جب رحمت عالم ﷺ نے ہجرت کے بعد اپنے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ منورہ کو مشرف فرمایا تو اہل مدینہ جوق در جوق سعادت اندوز اسلام ہو کر حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے لگے۔ متعدد

انصاری خواتین جو ہجرت نبوی سے پہلے یا اس کے بعد دامن اسلام سے وابستہ ہوئیں، چاہتی تھیں کہ مردوں کی طرح وہ بھی حضورﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کریں۔ چونکہ سرور عالمﷺ غیر عورتوں کے ساتھ سے اپنا دست مبارک مس نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے آپﷺ نے بیعت کی خواہش مند عورتوں کو ایک مکان میں جمع ہونے کی ہدایت فرمائی۔ ان خواتین میں حضرت ام عطیہؓ بھی شامل تھیں۔ جب تمام خواتین اس مکان میں جمع ہوگئیں تو حضورﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو ان کی طرف بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں:

۱...... کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں گی۔ (یعنی شرک نہیں کریں گی)

۲...... اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ (زمانہ جاہلیت میں بہت سے عرب اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں دفن کردیا کرتے تھے۔ یہ شرط اسی ظالمانہ رواج کو ختم کرنے کے لئے عائد کی گئی تھی)

۳...... چوری نہ کریں گی۔

۴...... کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں گی۔

۵...... اچھی باتوں سے انکار نہ کریں گی۔

حضرت عمر فاروقؓ اس مکان پر تشریف لائے جہاں انصار کی خواتین جمع تھیں اور دروازے پر کھڑے ہوکر بیعت کی شرائط بیان کیں۔ تمام خواتین نے بلا حیل وحجت ان شرائط کو تسلیم کرلیا۔ یوں وہ حضرت عمر فاروقؓ کی وساطت سے رسول اکرمﷺ کی بیعت سے مشرف ہوگئیں۔ بیعت کے بعد حضرت ام عطیہؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے پوچھا: ''اچھی باتوں سے انکار نہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''نوحہ اور بین نہ کرنا۔''

۸ھ میں رسول اکرمﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے جب وفات پائی تو حضرت ام عطیہؓ نے چند دوسری خواتین کے ساتھ مل کر انہیں آخری غسل دیا۔ حضورﷺ نے خود اوٹ میں کھڑے ہوکر ان کو نہلانے کی ترکیب بتلائی۔ صحیحین میں حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ جب کہ ہم آپﷺ کی بیٹی (زینب) کو غسل دے رہے تھے۔ آپﷺ نے فرمایا:

''اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو۔ تین بار یا اس سے زیادہ، اگر تم اس کی ضرورت سمجھو اور آخری دفعہ میں کافور بھی پانی میں ڈالو اور جب تم غسل دینے سے فارغ ہوجاؤ تو مجھ کو اطلاع دو۔''

پس جب ہم غسل دے کر فارغ ہوگئے اور آپﷺ کو خبر کی تو آپﷺ نے اپنی چادر کو ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا کہ: ''اس چادر کو میت کے بدن سے لگادو۔'' یعنی جسم پر لپیٹ کر بدن لگا رہے۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''غسل دو اس کو طاق (یعنی تین بار پانچ بار یا سات بار اور شروع کرو غسل کو دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے)'' ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہم نے میت کے بالوں کو

تین چوٹیاں گوندھیں اور ان کو کمر کی جانب ڈال دیا۔ غسل میت کے بارے میں حضرت ام عطیہؓ سے مروی یہ حدیث بہت معتبر مانی جاتی ہے۔ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ وتابعین ؒ ان سے غسل میت کی ترکیب ومسائل دریافت کیا کرتے تھے۔

حضرت ام عطیہؓ سرور کونین ﷺ کے احکام کی پوری تعمیل کرتی تھیں اور کوئی کام حضور ﷺ کے بغیر نہ کرتی تھیں۔ اسی متابعت رسول کی وجہ سے صحابیات میں ان کا بڑا درجہ مانا گیا ہے۔ سرور عالم ﷺ کے ساتھ ان کی محبت اور عقیدت کی کوئی انتہاء نہ تھی۔ آپ ﷺ کے اعزہ واقارب سے بھی محبت رکھتی تھیں۔ علامہ ابن سعد ؒ نے طبقات الکبیر میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

علم وفضل کے اعتبار سے حضرت ام عطیہؓ بڑے اونچے درجے پر فائز ہیں۔ محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے انہیں صحابہ (صحابیات) کے چوتھے طبقے میں شمار کیا ہے۔ ان سے اکتالیس احادیث مروی ہیں۔ راویوں میں حضرت انس بن مالکؓ ابن سیرین ؒ ام شرجیل ؒ حفصہ بنت سیرین ؒ وغیرہ شامل ہیں۔ بعض مسائل میں ان کی مرویات بڑی معتبر اور مستند مانی جاتی ہیں۔ غسل میت کی روایت کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ میت پر سوگ، عورتوں کے جنازے پر جانے اور عیدین کی نمازوں میں شامل ہونے کے بارے میں بھی ان کی روایات خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں وہ کہتی ہیں: ''ہم کو ممانعت کی گئی ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کریں۔ ہاں! خاوند کی موت پر (بیوی کو) چار ماہ دس دن سوگ کرنے کا حکم ہے۔ اس دوران (بیوہ عورت) نہ سرمہ لگائے، نہ خوشبو ملے، نہ عصب (ایک قسم کی یمنی چادر) کے سوا رنگا ہوا کپڑا پہنے۔''

حضرت ام عطیہؓ ان خوش نصیب ہستیوں میں تھیں جو ہجرت نبوی سے پہلے ہی نعمت اسلام سے بہرہ یاب ہوگئی تھیں۔ قیاس یہ ہے کہ انہوں نے ۱۲ھ بعثت میں بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد قبول اسلام کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح وہ انصار کے ''السابقون الاولون'' میں شامل ہوگئیں۔

مولانا عطاء المنعم نعیم کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال کے ناظم مولانا عطاء المنعم نعیم کی والدہ محترمہ ۱۲ر رمضان المبارک مطابق ۸ر جون ۲۰۱۷ء انتقال کرگئیں۔ اگلے روز صبح آٹھ بجے ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ۲۱ر رمضان المبارک بروز ہفتہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تشریف لائے۔ جہاں انہوں نے مجلس خانیوال کے امیر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی سے ملاقات کی اور جماعتی امور پر مشاورت کی۔ جبکہ مبلغ خانیوال مولانا عبدالستار گورمانی کے ہمراہ مولانا سے تعزیت کی اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:27

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۵۱...... کعب بن عمرو ابن عباد الخزرجیؓ

آپ کی کنیت ابوالیسر تھی۔ والدہ محترمہ کا نام ام عمرو بنت عمرو بن حرام تھا۔ یہ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی پھوپھی ہیں۔ کعب بیعت عقبہ، غزوہ بدر، میں شریک ہوئے۔ آپ کی عمر بیس سال تھی۔ آپ نے منبہ بن حجاج کو قتل کیا۔ غزوہ بدر کے موقع پر سرور دو عالم ﷺ کے عم محترم (چچا جان) حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کو گرفتار کیا۔ نیز آپ غزوہ احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ۵۵ھ/ہجری میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ آپ بدری صحابہ کرامؓ میں آخری صحابی ہیں جو مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔

(ابن ہشام ۲/۳۵۶)

۲۵۲...... کناز بن الحصین ابن یربوع الغنویؓ

آپ جلیل القدر فضلاء صحابہ کرامؓ میں سے ہیں۔ آپ اور آپ کے بیٹے مرثد بن مرثد غزوہ بدر میں شرکت ہوئے۔ ایسے ہی احد، خندق سمیت تمام غزوات میں بھی۔ رحمت دو عالم ﷺ نے ان کی عبادہ بن صامت کے ساتھ مواخات کرائی۔ آپ ۱۲ھ/ہجری میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر چھیاسٹھ (۶۶) سال تھی۔ (طبقات ابن سعد ۳/۴۸)

۲۵۳...... مالک ابن ابی خولیؓ

حضرت مالکؓ اپنے بھائی خولی ابن خولیؓ کی معیت میں غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (اسد الغابہ ۵/۲۲)

۲۵۴...... مالک ابن دخشم ابن مرفخۃ الخزرجیؓ

حضرت مالک ابن دخشم بیعت عقبہ، غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ تبوک سے واپسی پر سرور عالم ﷺ انہیں معن ابن عدی کے ساتھ مسجد ضرار کو جلا کر خاکستر کرنے کے لئے بھیجا۔ جو بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں تھی۔ کہا گیا ہے کہ معن ابن عدی وہ ہیں جنہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر سہیل بن عمرو کو گرفتار کیا تھا۔ حضرت مالک لاولد فوت ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۴۹)

۲۵۵...... مالک بن ربیعۃ البدیؓ الخزرجیؓ

آنجناب غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے دن ان کے ہاتھ میں بنوساعدہ کا جھنڈا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے عبداللہ ابن ابی بکر بن حزم نے بنوساعدہ کے بعض اشخاص سے روایت کی کہ انہوں نے ابواسید مالک بن ربیعہ سے روایت کی جن کی آنکھ متاثر ہوئی تھی۔ اگر میں تمہارے ساتھ بدر والے دن ہوتا تو وہ گھاٹی دکھلاتا۔ جہاں سے فرشتے نکلے تھے بلاشک وشبہ۔ ابواسیدؓ ۳۰ر ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ اصحاب بدر میں سے آخری صحابی تھے۔ جن کا انتقال ہوا۔ (الاصابہ ۳/۳۴۴)

۲۵۶...... مالک ابن عمرو الاسدیؓ

آپ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں سرور عالم ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ اور ۱۲ر ہجری میں یمامہ کے محاذ پر مسیلمہ جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلہ میں ہونے والے قتال میں جام شہادت نوش فرمایا۔ بنوغنم بن روان کا سارا قبیلہ مردوں اور عورتوں سمیت مسلمان ہوا۔ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آیا ان میں مالک بن عمرو الاسدی بھی شامل تھے۔ (ابن ہشام ۲/۳۳۶)

۲۵۷...... مالک ابن قدامہ بن عرفجہ الاوسیؓ

آپ اپنے بھائی منذر بن قدامہ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ اور ایسے ہی آپ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ لاولد فوت ہوئے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ۴/۱۱۶)

۲۵۸...... مالک بن مسعود ابن البدی الخزرجیؓ

مالک ابن مسعود بھی تمام غزوات میں سرور عالم ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ آپ ابی اسید الساعدی کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ لاولد فوت ہوئے کوئی وارث نہ چھوڑا۔ (الاصابہ ۳/۳۵۵)

۲۵۹...... مالک ابن نمیلہ المزنی مولیٰ الاوسؓ

نمیلہ آپ کی والدہ محترمہ کا نام ہے۔ والد کا نام ثابت المزنی ہے۔ آپ معاویہ بن عوف الاوس کے حلیف تھے۔ آپ بدر واحد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔

(طبقات ابن سعد ۳/۴۷۰)

۲۶۰...... مبشر بن عبدالمنذر ابن زنیر الاوسیؓ

آپ اپنے بھائیوں ابولبابہ بن عبدالمنذر اور رفاعہ بن عبدالمنذر کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کو ابوثور نے قتل کیا۔ (ابن ہشام ۲/۳۴۵) جاری ہے!

فضائل ومسائل حج

مولانا محمد رفعت قاسمی

حج اسلام کا عظیم الشان رکن ہے۔ اسلام کی تکمیل کا اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا اور حج ہی سے ارکان اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ احادیث طیبہ میں حج وعمرہ کے فضائل بہت کثرت سے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ’’جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ نافرمانی کی وہ ایسا پاک وصاف ہوکر آتا ہے جیسا ولادت کے دن تھا۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرتﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد، فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد، فرمایا: حج مبرور۔ ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ’’پے در پے حج وعمرے کیا کرو۔ کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں سے اس طرح صاف کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔‘‘

حج عشق الٰہی کا مظہر ہے اور بیت اللہ شریف مرکز تجلیات الٰہی ہے۔ اس لئے بیت اللہ شریف کی زیارت اور آنحضرتﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضری ہر مؤمن کی جان تمنا ہے۔ اگر کسی کے دل میں یہ آرزو چٹکیاں نہیں لیتیں تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے ایمان کی جڑیں خشک ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ: ’’جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لئے زاد وراحلہ (سواری) رکھتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ونصرانی ہوکر مرے۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ’’جس شخص کو حج کرنے سے نہ کوئی ظاہری حاجت مانع تھی، نہ سلطان، نہ بیماری کا عذر تھا تو اسے اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔‘‘

(مشکوٰۃ شریف ج۱ص۲۱۱)

ذرائع مواصلات کی سہولت اور مال کی فراوانی کی وجہ سے سال بہ سال حجاج کرام کی مردم شماری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن بہت ہی رنج وصدمہ کی بات ہے کہ حج کے انوار وبرکات مدھم ہوتے جارہے ہیں اور جو فوائد وثمرات حج پر مرتب ہونے چاہئیں۔ ان سے امت محروم ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت تھوڑے

بندے ایسے رہ گئے ہیں جو فریضۂ حج کو اس کے شرائط وآداب کی رعایت کرتے ہوئے ٹھیک ٹھیک بجالاتے ہوں۔ ورنہ اکثر حاجی صاحبان اپنا حج غارت کر کے ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق بن کر آتے ہیں۔ نہ حج کا مقصد ان کا مطمح نظر ہوتا ہے۔ نہ حج کے مسائل واحکام سے انہیں واقفیت ہوتی ہے۔ نہ یہ سیکھتے ہیں کہ حج کیسے کیا جاتا ہے؟ اور نہ ان پاک مقامات کی عظمت وحرمت کا پورا لحاظ کرتے ہیں۔ بلکہ اب تو ایسے مناظر دیکھنے میں آرہے ہیں کہ حج کے دوران ان محرمات کا ارتکاب ایک فیشن بن گیا ہے اور یہ امت گناہوں کو گناہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ''انا ﷲ وانا الیہ راجعون''

ظاہر ہے کہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کے احکام سے بغاوت کرتے ہوئے حج کیا جائے۔ وہ انوار وبرکات کا کس طرح حامل ہوسکتا ہے؟ اور رحمت خداوندی کو کس طرح متوجہ کر سکتا ہے؟

حاجی صاحبان کے قافلے گھر سے رخصت ہوتے ہیں تو پھولوں کے ہار پہنانا گویا حج کا لازمہ ہے کہ اس کے بغیر حاجی کا جانا ہی معیوب ہے۔ چلتے وقت جو خشیت وتقویٰ، حقوق کی ادائیگی، معاملات کی صفائی اور سفر شروع کرنے کے آداب کا اہتمام ہونا چاہئے۔ ان کا دور دور تک کہیں نشان نظر نہیں آتا۔ گویا سفر مبارک کا آغاز ہی آداب کے بغیر محض نمود ونمائش اور ریاکاری کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اب ایک عرصہ سے صدر مملکت، گورنر یا اعلیٰ حکام کی طرف سے جہاز پر حاجی صاحبان کو الوداع کہنے کی رسم شروع ہوئی ہے۔ اس موقع پر بینڈ باجے، فوٹو گرافی اور نعرہ بازی کا سرکاری طور پر اہتمام ہوتا ہے۔ غور فرمایا جائے کہ یہ کتنے محرمات کا مجموعہ ہے۔

قرآن کریم میں حج کے سلسلہ میں جو اہم ہدایات دی گئی ہے وہ یہ ہے: ''حج کے دوران نہ فحش کلامی ہو، نہ حکم عدولی اور نہ لڑائی جھگڑا۔''

احادیث طیبہ میں بھی حج مقبول کی علامت یہی بتائی گئی ہے کہ وہ فحش کلامی اور نافرمانی سے پاک ہو۔ لیکن حاجی صاحبان میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوں اور اپنے حج کو غارت ہونے سے بچاتے ہوں۔ گانا بجانا اور داڑھی منڈانا۔ بغیر کسی اختلاف کے حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔ لیکن حاجی صاحبان نے ان کو گویا گناہوں کی فہرست سے ہی خارج کر دیا ہے۔ حج کا سفر ہو رہا ہے اور بڑے اہتمام سے داڑھیاں صاف کی جارہی ہیں۔ ''انا ﷲ وانا الیہ راجعون'' اس نوعیت کے بیسیوں گناہ کبیرہ اور ہیں جن کے حاجی صاحبان عادی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے بھی ان کو نہیں چھوڑتے۔ حاجی صاحبان کی یہ حالت دیکھ کر ایسی اذیت ہوتی ہے جس کے اظہار کے لئے موزوں الفاظ نہیں ملتے۔

اسی طرح سفر حج کے دوران عورتوں کی بے حجابی بھی عام ہے۔ بہت سے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دوران سفر ننگے سر نظر آتی ہیں اور غضب یہ ہے کہ بہت سی عورتیں شرعی محرم کے بغیر سفر حج پر جاتی ہیں اور

جھوٹ موٹ کسی کو مجرم لکھوا دیتی ہیں۔ اس سے جو گندگی پھیلتی ہے وہ ''اگر گویم زباں سوزد'' (اگر کہوں تو زبان جل جائے) کی مصداق ہے۔

جہاں تک اس ارشاد کا تعلق ہے کہ حج کے دوران لڑائی جھگڑا نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا منشاء یہ ہے کہ اس سفر میں چونکہ ہجوم بہت ہوتا ہے اور سفر بھی بہت طویل ہوتا ہے۔ اس لئے دوران سفر ایک دوسرے سے ناگواریوں کا پیش آنا، اور آپس کے جذبات میں تصادم کا ہونا یقینی ہے اور سفر کی ناگواریوں کو برداشت کرنا اور لوگوں کی اذیتوں پر برافروختہ نہ ہونا۔ بلکہ تحمل سے کام لینا ہی اس سفر کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس کا حل یہ ہی ہو سکتا ہے۔ ہر حاجی اپنے رفقاء (ساتھی) کے جذبات کا احترام کرے۔ دوسرے کی طرف سے اپنے آئینہ دل کو صاف وشفاف رکھے اور اس راستہ میں جو ناگواری پیش آئے، اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ خود اس کا پورا اہتمام کرے کہ اس کی طرف سے کسی کو ذرا بھی اذیت نہ پہنچے اور دوسروں سے جو اذیت اس کو پہنچے اس پر کسی ردعمل کا اظہار نہ کرے۔ دوسروں کے لئے اپنے جذبات کی قربانی دینا اس سفر مبارک کی سب سے بڑی سوغات ہے اور اس دولت کے حصول کے لئے بڑے مجاہدہ وریاضت اور بلند حوصلہ کی ضرورت ہے اور یہ چیز اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

عازمین حج کی خدمت میں بڑی خیرخواہی اور نہایت دل سوزی سے گزارش ہے کہ اپنے اس مبارک سفر کو زیادہ سے زیادہ برکت وسعادت کا ذریعہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل معروضات کو پیش نظر رکھیں۔ چونکہ آپ محبوب حقیقی کے راستہ میں نکلے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کے اس مقدس سفر کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور شیطان آپ کے اوقات ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔

جس طرح سفر حج کے لئے سازوسامان اور ضروریات سفر مہیا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر حج کے احکام ومسائل سیکھنے کا اہتمام ہونا چاہئے اور اگر سفر سے پہلے اس کا موقع نہیں ملا تو کم ازکم سفر کے دوران اس کا اہتمام کر لیا جائے۔ کسی عالم سے ہر موقع کے مسائل پوچھ پوچھ کر ان پر عمل کیا جائے۔

اس مبارک سفر کے دوران تمام گناہوں سے پرہیز کرے اور عمر بھر کے لئے گناہوں سے بچنے کا عزم کرے اور اس کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے خصوصی دعائیں بھی مانگیں۔ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن میں رہنی چاہئے کہ حج مقبول کی علامت ہی یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں انقلاب آجائے۔ جو شخص حج کے بعد بھی بدستور فرائض کا چھوڑنے والا اور ناجائز کاموں کا مرتکب ہے اس کا حج مقبول نہیں۔ آپ کا زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گزرنا چاہئے اور سوائے بہت زیادہ ضرورت کے بازاروں کا گشت قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔ دنیا کا سازوسامان آپ کو مہنگا سستا، اچھا برا، اپنے وطن میں بھی مل سکتا ہے۔ لیکن حرم شریف میں میسر آنے والی سعادتیں آپ کو کسی دوسری جگہ میسر نہیں آئیں گی۔ وہاں خریداری کا اہتمام نہ کریں۔

نیز چونکہ حج کے موقع پر اطراف واکناف سے مختلف مسلک کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے کسی کو کوئی عمل کرتا ہوا دیکھ کر وہ عمل شروع نہ کر دیں۔ بلکہ یہ تحقیق کر لیں کہ آیا یہ عمل آپ کے حنفی مسلک کے مطابق صحیح بھی ہے یا نہیں؟ مثلاً یہاں ایک مسئلہ ذکر کرتا ہوں۔ نماز فجر سے بعد اشراق تک اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک دوگانہ طواف پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح مکروہ اوقات میں بھی اس کی اجازت نہیں۔ لیکن بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی پڑھتے رہتے ہیں۔ الغرض صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کوئی کام نہ کریں۔ بلکہ اہل علم سے مسائل کی خوب تحقیق کر لیا کریں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۴، ہکذا معارف القرآن ج۱، معارف الحدیث ج۴، کتاب الحج الترغیب والترہیب، مظاہر حق جدید، علم الفقہ ج۵، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱، کتاب الحج و فضائل حج)

سفر حج سے پہلے ضروری کام کی باتیں

مسئلہ: حج کا سفر ہر اعتبار سے بہت مبارک سفر ہے۔ اس مبارک سفر اور حج مبرور پر بڑے بڑے وعدے ہیں۔ حاجی ایسے مبارک اور مقدس مقامات پر پہنچتا ہے جہاں دعاؤں کی قبولیت کے وعدے ہیں۔ لہٰذا سفر حج سے پہلے اپنے رشتہ داروں اور متعلقین سے جن سے ملنا اور ایک دوسرے سے دعاؤں کی درخواست کرنا جائز ہے۔ خاص کر ان رشتہ داروں اور متعلقین سے جن سے بات چیت بند ہو اور آپس میں رنجش اور کدورت ہو ان سے مل کر معافی مانگ لینا اور دلوں کا صاف کر لینا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا حق باقی ہے، کسی پر ظلم کیا ہو، قرض لیا ہو اور ابھی تک ادا نہ کر سکا ہو تو سفر حج سے پہلے پہلے اس کا حق ادا کر دینا، یا اس کا انتظام کر دینا، یا اس سے مہلت لے کر اس کو اطمینان دلانا ضروری ہے تاکہ اس مبارک سفر کی برکتیں پوری طرح حاصل کر سکے۔ جس قدر دل کی صفائی کے ساتھ اور حقوق العباد ادا کر کے حرمین شریفین کی حاضری ممنوعات و مکروہات سے بچتے ہوئے اور تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے ہوگی تو ان شاء اللہ! وہاں کی برکتیں خوب حاصل ہوں گی۔

فضائل حج میں ہے: ''اپنے سب پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور کسی کا مال ظلم سے لے رکھا ہو اس کو واپس کرے اور کسی قسم کا کسی پر ظلم کیا ہو تو اس سے معاف کرائے۔'' اور جن لوگوں سے اکثر سابقہ پڑتا رہتا ہو ان سے کہا سنا معاف کرائے۔ اگر کچھ قرض اپنے ذمہ واجب ہو تو اس کو ادا کرے یا ادائیگی کا کوئی انتظام کرے۔ علماء نے لکھا ہے جس شخص پر ظلم کر رکھا ہو یا اس کا کوئی حق اپنے ذمہ ہو تو وہ بمنزلہ ایک قرض خواہ کے ہے جو اس سے یہ کہتا ہے تو کہاں جا رہا ہے؟ کیا تو اس حالت میں شہنشاہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتا ہے کہ تو اس کا مجرم ہے۔ اس کے حکم کو ضائع کر رہا ہے۔ حکم عدولی کی حالت میں حاضر ہو رہا ہے۔ نہیں ڈرتا کہ وہ تجھ کو مردود کر کے واپس کر دے۔ اگر تو قبولیت کا خواہشمند ہے تو اس ظلم سے توبہ کر کے حاضر ہو۔

اس کا مطیع فرمانبردار بن کر پہنچ۔ ورنہ تیرا یہ سفر ابتداء کے اعتبار سے مشقت ہی مشقت ہے اور انتہاء کے اعتبار سے مردود ہونے کے قابل ہے۔

نیز چلتے کے وقت مقامی رفقاء اعزاء واحباب سے ملاقات کر کے ان کو الوداع کہے اور ان سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرے کہ ان کی دعائیں بھی اس کے حق میں خیر کا سبب ہوں گی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۱۰ص۱۸۰)

مسئلہ: سفر حج میں جانے سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ اور ثواب آخرت کے لئے کریں۔

مسئلہ: جس کسی کا مالی حق آپ کے ذمہ ہے اگر وہ مر گیا ہے تو اس کے وارثوں کو ادا کریں۔ یا ان سے معاف کرائیں اور اگر اصحاب حق بہت زیادہ ہیں اور ان کے پتہ وغیرہ معلوم نہیں تو جس قدر مالی حق ان کا آپ کے ذمہ ہے ان کی طرف سے صدقہ کر دیں اور اگر ہاتھ یا زبان سے ان کو تکلیف پہنچائی تھی تو ان کے لئے کثرت سے دعائیں مغفرت کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ! حقوق کے وبال سے نجات ہو جائے گی۔

مسئلہ: بالغ ہونے کے بعد کی قضاء شدہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اتنی مقدار میں ہیں جن کو سفر حج سے پہلے آپ پورا نہیں کر سکتے یا لوگوں کے حقوق اتنے زیادہ آپ کے ذمہ ہیں کہ ان سب سے معاف کرانا، یا ادا کرنا اس وقت اختیار میں نہیں ہے تو ایسا کیجئے کہ ان سب فرائض وحقوق کی ادائیگی یا معاف کرانے کا پختہ عزم ابھی سے کر لیجئے اور جس قدر ادا کیا جا سکے اس کو ادا کر دیجئے اور جو باقی رہ جائیں ان کے لئے ایک وصیت نامہ لکھئے اور اپنے کسی عزیز یا ہمدرد یا دوست کو وصی (ذمہ دار) بنا دیجئے کہ اگر آپ زندگی میں ادا نہ کر سکیں تو آپ کے بعد وہ ادا کر دیں۔ (احکام حج مفتی محمد شفیع ص۲۳، وہکذا کتاب الفقہ ج۱ص۱۰۹۲)

جناب علامہ شفقت الرحمٰن کی والدہ کا وصال

جمعیۃ علماء اسلام بہاول پور کے معروف رہنما اور قومی لیڈر جناب علامہ شفقت الرحمٰن کی والدہ بہاول پور میں وصال فرما گئیں۔ ان کے جنازہ میں اسلامیان بہاول پور کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مرحومہ نیک سیرت فرشتہ خصلت خاتون تھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس صدمہ کے موقعہ پر جناب علامہ شفقت الرحمٰن سے اظہار تعزیت وہمدردی کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

جناب شاہد حنیف لاہور کو صدمہ

مشہور اشاریہ نویس جناب شاہد حنیف لاہور کے والد محترم جناب محمد حنیف صاحب ۱۲؍جون ۲۰۱۷ء بروز سوموار لاہور میں انتقال کر گئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ ادارہ لولاک ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

مردہ بھائی کا گوشت

مزمل حسین کاپڑیا

شریعت مطہرہ کا ایک بہت بڑا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا پاک وصاف اسلامی معاشرہ قائم کیا جائے جس میں ہر مسلمان کی عزت وآبرو محفوظ رہے اور کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کو اذیت اور تکلیف نہ پہنچائے۔ ان کے باہمی تعلقات خوشگوار ہوں اور ایک دوسرے کے لئے دلی ہمدردی اور خیرسگالی کے جذبات ہوں۔ چنانچہ اس وجہ سے وہ بداخلاقیاں اور ایذارسانیاں جن سے کسی مسلمان کی عزت وآبرو کا تحفظ قائم نہ رہ سکے اور ان کے باہمی تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو تو شریعت میں ایسی بداخلاقیوں سے ممانعت کی گئی ہے۔ مثلاً خیانت، وعدہ خلافی، دھوکہ بازی، چوری، ڈکیتی، حسد، چغل خوری، غداری، بہتان تراشی، طعنہ بازی، فحش گوئی اور غیبت وغیرہ۔

قرآن کریم اور احادیث میں ان کی ممانعت جابجا ملتی ہے۔ قرآن کریم کے چھبیسویں پارہ سورۂ حجرات میں چند بداخلاقیوں کی خاص طور پر ممانعت کی گئی ہے اور وہ ہیں تمسخر، طعنہ، برے القاب سے پکارنا، بدگمانی کرنا اور غیبت کرنا۔ لیکن جو طرز بیان اور اسلوب تمثیل غیبت کی مذمت میں اختیار کیا گیا ہے وہ نہایت انوکھا ہے۔ ارشاد ربانی ہے جس کا مفہوم ہے: ’’تم ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو گوارا کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو۔‘‘ اس آیت میں غیبت کو اپنے مردہ مسلمان بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

غیبت ہمارے معاشرہ کی ایک ایسی دیمک ہے جس نے انسانی معاشرہ کے باہمی تعلقات کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آج کل جو گناہ ہمارے معاشرہ میں سب سے زیادہ مروج ہے وہ بھی غیبت ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی شعبہ اور ہمارے افراد کا کوئی طبقہ شاید ہی اس گناہ سے خالی ہو۔ زیرنظر مضمون احادیث کے حوالے سے غیبت کے مختلف پہلوؤں پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس امید پر کہ شاید یہ ہماری زندگیوں کے لئے اہم موڑ بن جائے۔

شریعت میں غیبت اس کو کہتے ہیں کہ: ’’کسی شخص کی عدم موجودگی میں بہ نیت تذلیل اس کے وہ عیوب بیان کرنا جن کا ذکر اس کو ناپسند ہو۔ خواہ اس عیب کو صراحۃً زبان سے بیان کیا جائے یا تحریر سے۔ اشارۃً ہو یا کنایۃً اعضاء کے ذریعہ سے ہو یا کسی اور طریقہ سے۔‘‘ احادیث میں غیبت کی اس تعریف کے بعض پہلوؤں کا صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت جو صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی اور اس کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے سوال کیا: ''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟'' صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ذکرک اخاك بما یکرہ '' ''اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرنا کہ اگر وہ سن لے تو ناپسند کرے۔ تو صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے سوال کیا: ''اگر میں اپنے بھائی کی وہ برائی بیان کروں جو اس میں ہے تو اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو برائی اس میں ہے اس کو تم بیان کرو۔ یہی تو غیبت ہے۔''

ورنہ اگر تم نے اس کی طرف ایسی برائی منسوب کردی جو اس میں نہیں تو یہ بہتان ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے بھائی کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمادیا کہ جس شخص کی تم غیبت کررہے ہو اس سے اگرچہ تمہاری رشتہ داری نہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ تمہارا بھائی ہے۔ اس لئے کہ جس انسان کی غیبت کی جارہی ہے اس لئے کہ اس کافر کے جداعلیٰ بھی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اگر وہ مسلمان ہے تو پھر انسانی اخوت کے علاوہ اسلامی اور دینی اخوت بھی پائی جارہی ہے اور اسلامی اخوت مسلمانوں کو جسم واحد کی طرح بنادیتی ہے۔ جس طرح جسم واحد کا کوئی عضو دوسرے عضو کو نقصان نہیں پہنچاتا اور اس کے خلاف کوئی سازش نہیں کرتا۔ اس طرح ایک مسلمان کو بھی دوسرے مسلمان کی ایذا رسانی اور اس کے عیوب کی تشہیر کا سبب نہیں بننا چاہئے۔

آج کل ہم جس طرح سے غیبت کے مرض میں مبتلا ہیں اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ صرف یہ بلکہ عموماً غیبت کرنے کے بعد ہمیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم نے غیبت کی ہے اور اگر کسی کے احساس دلانے پر احساس ہو بھی جائے تو نفس یہ دھوکہ دیتا ہے کہ تم نے غیبت کب کی ہے۔ غیبت اس کو نہیں کہتے۔ غیبت کا تو مفہوم ہی اور ہے۔ چنانچہ عموماً غیبت کے مفہوم کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کی ایسی برائی بیان کرنا جو کہ اس میں نہ ہو یہ غیبت ہے اور اگر ایسی برائیاں کی جائیں جو کہ اس شخص میں واقعتاً موجود ہیں تو یہ غیبت میں شامل نہیں۔ حالانکہ مذکورہ بالا حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوال کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے اس نکتہ کی نشاندہی واضح الفاظ میں فرمادی کہ ایسی برائیاں بیان کی جائیں جو اس میں ہوں تب تو غیبت ہے اور اگر کوئی ایسی برائی اس کی طرف منسوب کردی جو اس میں نہ ہو۔ تب یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان اور الزام تراشی ہے۔

اسی طرح بعض لوگوں کو غیبت کے مفہوم کے بارے میں یہ غلط فہمی ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کی ایسی برائی بیان کرنا جو اس کے سامنے کہنے کی ہمت نہ ہو، غیبت ہے اور اگر اس کے سامنے کہنے کی ہمت ہو تو غیبت نہیں ہے۔ اسی لئے اگر کسی غیبت کرنے والے سے کہا جائے کہ تم نے غیبت کی ہے تو جواب دیتے ہیں: ''ارے یہ بات تو ہم اس کے منہ پر بھی کہہ سکتے ہیں۔'' حالانکہ غیبت کے مفہوم کے بارے میں جو

حدیث اوپر گزری اس میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ وہ بات اس کے سامنے کہی جاسکتی ہو یا نہیں۔ بلکہ صرف اتنا مذکور ہے کہ وہ بات اس کو بری محسوس ہو تو یہ غیبت میں شامل ہے۔ بعض لوگوں کو ایک شبہ غیبت کے مفہوم کے بارے میں یہ ہے کہ اگر کسی کی عدم موجودگی میں اس کی وہ برائیں بیان کی جائیں جو لوگوں میں مشہور نہیں ہیں تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ برائیاں لوگوں میں مشہور ہیں تو ان کا ذکر کرنا غیبت نہیں ہے۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی کی ایسی برائی بیان کی جائے جو لوگوں کو معلوم نہیں تو اس میں دو گناہ ہیں۔ ایک غیبت کرنے کا اور دوسرا کسی کے پوشیدہ عیب کو مشہور کرنے کا اور اگر ایسا عیب ہے جو لوگوں میں مشہور ہے تو پھر فقط غیبت کا گناہ ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص اندھا ہے اور بہت سے لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ اندھا ہے۔ اب اگر کوئی اس اندھے کے اس عیب کو اس کی عدم موجودگی میں حقارت آمیز انداز میں یا محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے بیان کرے تو یہ غیبت ہے۔ باوجودیکہ اس کا اندھا پن لوگوں میں مشہور ہے۔ غیبت کو مختلف اعتبارات سے تین قسموں پر منقسم کیا جاسکتا ہے۔

پہلی قسم: ان افراد کے اعتبار سے ہے کہ جن کی غیبت کی جارہی ہے۔ چنانچہ اس قسم کے تحت جس طرح ایک زندہ مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے۔ اس طرح ایک مردہ مسلمان کی غیبت کرنا بھی حرام ہے۔ بلکہ مردہ مسلمان کی غیبت کرنے میں حرمت ایک گونہ زیادہ ہے۔ اس لئے کہ زندہ شخص تو پھر بھی جواب دے سکتا ہے اور اپنی صفائی بیان کرسکتا ہے۔ لیکن ایک مردہ شخص تو کچھ بول ہی نہیں سکتا۔ حدیث میں مردوں کے عیوب بیان کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے مردوں کے اچھے اوصاف بیان کرو اور ان کی برائیوں سے زبان روکو۔''

اور پھر زندہ اشخاص میں جس طرح ایک مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے اس طرح اس کافر کی غیبت کرنا بھی حرام ہے جو اسلامی مملکت کی حفاظت میں اسلامی مملکت کا تابع بن کر رہتا ہے۔ جسے اسلام میں ''ذمی'' کہتے ہیں۔ ذمی کی غیبت کرنا، اس وجہ سے حرام ہے کہ جب وہ اسلامی مملکت کی حفاظت میں اس کے تابع بن کر رہتا ہے تو اس کو وہی حقوق ملنے چاہئیں جو کہ ایک مسلمان کو ملے ہوئے ہوں۔ جس طرح اسلامی معاشرہ ایک مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت کا ضامن ہے اس طرح وہ ایک ذمی کی عزت وآبرو کی حفاظت کا بھی ضامن ہے اور جہاں تک ایک ایسے کافر کی غیبت کا تعلق ہے جو ذمی نہیں ہے جسے اسلامی اصطلاح میں ''کافر حربی'' کہا جاتا ہے تو اس کی غیبت اگرچہ اس طرح سے حرام نہیں جس طرح ایک مسلمان یا ذمی کی غیبت کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر دینی یا دنیوی مصلحت نہ ہو تو بلاوجہ اس کی غیبت کرنا بھی مکروہ ہے۔

دوسری قسم: ان عیوب کے اعتبار سے ہے جن کی وجہ سے کسی کی غیبت کی جارہی ہو۔ مثلاً کسی شخص کے بدن میں اس کے اعضائے جسمانی میں کوئی عیب ہے یا کسی شخص کے لباس میں عیب ہے یا اس کی عادتوں

میں کوئی بری عادت ہے۔ اس قسم کی تفصیلات سے قبل یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں ان میں صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کے گناہوں سے محفوظ ہونے کی کوئی ضمانت یا ثبوت ہمارے پاس موجود ہو۔ ہر اچھے سے اچھے انسان میں کوئی عیب ضرور ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی کا کوئی عیب بیان کرے تو یہ سوچ لے کہ میں کب تمام عیوب سے مبرا ہوں اور پھر عیوب انسانی بدن کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مختلف چیزوں میں مختلف عیب ہو سکتے ہیں۔ جس طرح کسی شخص کے اعضائے جسمانی میں کوئی عیب نکالنا مثلاً کسی شخص کو ذلیل کرنے کی نیت سے یا دوسرے کے سامنے اس کی تضحیک کے لئے موٹا کہہ دینا یا لنگڑا کہہ دینا یا کوئی اور عیب اس کے بدن میں نکالنا حرام ہے۔ اس طرح کسی شخص کے لباس میں عیب نکالنا مثلاً کسی کی تحقیر کی نیت سے کہنا فلاں شخص کا لباس چھوٹا ہے یا لمبا ہے یا اس کا لباس غریبانہ ہے یہ بھی غیبت میں شامل ہے۔ اسی طرح کسی شخص کی بری عادتوں میں سے کسی بری عادت کا ذکر کرنا بھی غیبت میں شامل ہے۔ مثلاً کسی شخص کو تحقیر و تذلیل کی نیت سے کہنا کہ فلاں شخص بڑا پیٹو ہے یا بڑا پوتی ہے۔ اس طرح کسی کے نسب میں اور اس کی نسل میں عیب نکالنا بھی غیبت میں شامل ہے۔ اس طرح کسی شخص کی تذلیل کرنے کی نیت سے اس کی عبادت میں کوئی عیب نکالنا مثلاً یہ کہ فلاں شخص نفل نہیں پڑھتا یا فلاں شخص تہجد نہیں پڑھتا۔ یہ بھی غیبت میں شامل ہے۔ اس طرح کسی شخص کے گناہوں کا تذکرہ کرنا یعنی اس کو ذلیل کرنے کی نیت سے دوسروں کے سامنے اس کے گناہوں کی تشہیر کرنا یہ بھی غیبت میں شامل ہے۔

تیسری قسم: غیبت کی تیسری قسم ان ذرائع کے اعتبار سے ہے۔ جن کو کسی شخص کی غیبت کرنے کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مثلاً زبان، قلم وغیرہ سے کسی کی غیبت کرنا، اس قسم کے تحت جس طرح زبان سے کسی کی غیبت کرنا منع ہے۔ اسی طرح تحریری طور پر کسی کی غیبت بھی کرنا منع ہے۔ مثلاً کسی شخص کو ذلیل کرنے کی نیت سے کسی دوسرے شخص کو اس کے عیوب سے خط کے ذریعے مطلع کرنا یا کسی شخص کے عیوب کو اخبار میں چھاپنا اور جس طرح کسی شخص کا نام صراحتاً بول کر یا لکھ کر غیبت کرنا منع ہے۔ اسی طرح حکایتاً یعنی نقل اتار کر کسی کے عیب سے لوگوں کو مطلع کرنا بھی غیبت میں شامل ہے۔ مثلاً کوئی شخص لنگڑا ہے تو اس کی عدم موجودگی میں اس کی طرح کی چال چلنا یا کوئی شخص بولنے میں ہکلاتا ہے تو اس طرح سے ہکلا کر بولنا یہ سب غیبت میں شامل ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں چاہے مجھے بہت کچھ مل جائے۔“

اشارۃً کسی کے عیب سے لوگوں کو مطلع کرنا بھی غیبت میں شامل ہے۔ یعنی ظاہر میں تو کسی شخص کا نام لے کر اس کی غیبت نہیں کی۔ لیکن چند ایسے قرائن اور اشارے بیان کر دیئے جس سے لوگ سمجھ جائیں کہ فلاں شخص کا عیب بیان کیا جا رہا ہے۔ مثلاً کسی کے پاس کوئی کالا شخص آئے اس کے جانے کے بعد وہ شخص

حاضرین سے بہ نیت تحقیر وتذلیل یہ کہے کہ بعض لوگ ایسے کالے ہوتے ہیں جیسے کوئلہ۔ اس اشارہ سے حاضرین مجلس سمجھ جائیں گے کہ یہ اس شخص کا عیب بیان کیا جارہا ہے جو ابھی آیا تھا۔

جس طرح کسی کی غیبت کرنا منع ہے اسی طرح کسی کی غیبت سننا بھی منع ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے غیبت کرنے اور سننے دونوں سے منع فرمایا ہے۔ اگر کسی کی غیبت بیان کی جارہی ہے اور کوئی شخص اس غیبت کو سن رہا ہے اور اس کو اس غیبت سے منع کرنے پر قادر ہے۔ لیکن وہ منع نہیں کرتا اور دل میں بھی اس کو برا محسوس نہیں کرتا۔ تو گویا کہ وہ اس غیبت پر راضی ہے اور یہ رضامندی بھی غیبت کرنے کے حکم میں ہے اور اگر منع کرنے پر بھی قادر نہیں تو دل سے اس غیبت کو برا سمجھے اور جس شخص کے عیوب بیان کئے جارہے ہیں اس کے عیوب سن کر اس شخص کے بارے میں کوئی بدگمانی نہ کرے اور اس کے متعلق کوئی غلط خیال قائم نہ کرے۔ بلکہ اگر ہوسکے تو جس شخص کی بیان کی جارہی ہیں تو غیبت سننے والا اس شخص کی اچھائیاں بیان کرنا شروع کردے۔ ایسے موقع پر جب کہ کسی شخص کی برائیاں کی جارہی ہوں تو اس شخص کی طرف سے دفاع کرنا بڑی ہمت کی بات ہے اور حدیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔ کتاب الترغیب والترغیب میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا۔ کسی شخص کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت بیان کی گئی اور اس نے اس کی مدد نہیں کی۔ حالانکہ وہ اس کی مدد کرنے پر قادر تھا تو اس کو بھی دنیا وآخرت میں اس غیبت کا گناہ ملے گا اور جس نے مدد کی تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی مدد فرمائیں گے۔

مسند احمد میں حضرت اسماء بنت یزیدؓ کی روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کرے گا تو گویا اللہ تعالیٰ پر اس بات کا حق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمادیں۔''

انسان کی زندگی ''دارالعمل'' ہے اور موت کے بعد یعنی قبر اور آخرت والی زندگی ''دارالجزاء'' ہے۔ یعنی انسان اپنی زندگی میں جو بھی اچھا یا برا عمل کرتا ہے اس کا ثواب اور عذاب اس کی جزاء اور سزا موت کے بعد ملتی ہے۔ سوائے اس کے کہ انسان توبہ کرلے یا خداوند پاک اپنے فضل سے معاف فرمادیں۔ لیکن بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی جزا اور سزا موت کے بعد تو ملتی ہی ہے۔ لیکن کبھی زندگی میں اس کا بدلہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں غیبت کرنے والوں کے لئے دونوں قسم کی سزاؤں کا ذکر ہے۔ آخرت کی سزا سے متعلق سنن ابی داؤد میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شب معراج میں میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ بولے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔''

اعمال اور اعمال کی جزاء وسزا میں گہری مناسبت اور مشابہت ہوتی ہے۔ چونکہ یہ لوگ اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ یعنی غیبت کرتے تھے۔ اس لئے ان کی سزا بھی آخرت میں یہی مقرر کی گئی کہ خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے گوشت کو نوچیں گے۔

غیبت ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی نیکیوں کو دیمک کی طرح کھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے روز بہت سے لوگ محض غیبت کرنے کی وجہ سے اپنی نیکیوں سے محروم ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوامامہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز بندہ کا نامہ اعمال اس کے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ (جب وہ اپنا نامہ اعمال دیکھے گا......) تو کہے گا اے میرے رب میں نے فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں۔ لیکن میرے نامۂ اعمال میں وہ نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیری وہ نیکیاں لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے مٹا دی گئیں۔“ (الترغیب والترہیب)

صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم ہے اور نہ ہی کچھ سامان ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا وہ مفلس شخص ہے جو قیامت کے روز نمازیں، روزے اور زکوٰۃ جیسے اعمال کے ساتھ آئے گا۔ لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہے۔ کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال ناحق کھایا ہے کسی کا خون بہایا ہے اور کسی کو ناحق مارا ہے۔ چنانچہ اس کی نیکیاں دوسرے شخص کو دے دی جائیں گی اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی لیکن زیادتیاں ابھی باقی ہوں گی تو پھر دوسرے کے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس شخص کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

یہ تو آخرت کی سزا تھی اور دنیا کی سزا کے متعلق سنن ابی داؤد میں حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہیں لیکن ایمان ان کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوا۔ یاد رکھو نہ مسلمانوں کی غیبت کرو اور نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو۔ کیونکہ جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا تو خدا تعالیٰ بھی اس کے عیب کو تلاش کریں گے اور خدا جس کے عیب تلاش کریں گے تو خود اس کے گھر ہی میں اس کو رسوا کر دیں گے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں غیبت جیسے ہولناک جرم کی ہلاکت خیزی کو سمجھتے ہوئے اس سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی عدم موجودگی میں ان کے بارے میں اچھے خیالات کے اظہار کی توفیق عطاء فرمائے۔

بعض مرتبہ شرعی ضرورت کی بناء پر غیبت کرنا گناہ نہیں بلکہ واجب ہو جاتا ہے۔ احادیث میں متعدد

واقعات آتے ہیں کہ جن میں صحابہؓ میں سے کسی نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کسی شرعی ضرورت کی بناء پر اپنے مسلمان بھائی کا عیب بیان کیا اور آنحضرت ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ چنانچہ بعض مفسرین نے سورۂ حجرات کی آیت غیبت کی تفسیر کی ذیل میں اور بعض فقہاء نے اپنی تصنیفات میں غیبت کی چند جائز اور درست صورتیں بھی بیان کی ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحئیؒ فرنگی محلی لکھنوی ؒ نے اپنے رسالہ ''غیبت کیا ہے؟'' میں یہ صورتیں تفصیل سے بیان کی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱...... اگر مظلوم ظالم کے ظلم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرے جو اس ظالم کو ظلم سے روک سکتا ہے تو یہ غیبت جائز ہوگی۔ مثلاً قاضی نے کسی شخص پر ظلم کیا اب وہ حاکم بالا کے پاس جا کر قاضی کے ظلم کی شکایت کرے تو یہ غیبت درست ہے۔

۲...... اگر کوئی شخص کسی عیب یا گناہ میں مبتلا ہے اس کی خبر ایسے شخص کے پاس پہنچانا کہ وہ اس عیب سے اس کو روکے گا...... اور اس کو نصیحت کرے گا تو یہ غیبت درست ہے۔ مثلاً کسی شخص میں کچھ عیب ہے تو اس کے والد کو اس سے مطلع کر دینا تاکہ اس کو اس فعل سے منع کرے یا کوئی کوئی سرکاری افسر رشوت لیتا ہے تو اس کی خبر حکومت کو دی جائے تاکہ وہ اس افسر کو اس سے منع کرے۔

۳...... کسی عالم یا مفتی کے پاس مسئلہ پوچھنے کے واسطے اور مسئلہ کی صورت بتانے کے لئے کسی شخص معین کا عیب بیان کیا تو درست ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ بلاضرورت کسی شخص کو معین نہ کرے۔ بلکہ فرضی نام سے سوال کیا جائے۔

۴...... وہ شخص جو علی الاعلان گناہوں میں مبتلا رہتا ہو اور لوگوں کے سامنے گناہ کرنے میں کوئی عار اور شرم محسوس نہ کرتا ہو تو اس کی غیبت درست ہے۔ حضرت سفیان بن عینیہ ؒ فرماتے ہیں: ''تین شخصوں کی غیبت درست ہے۔ ایک امام ظالم، دوسرا وہ شخص جو علی الاعلان گناہوں میں مبتلا رہتا ہو اور تیسرا وہ شخص جو بدعت میں مبتلا ہو اور لوگوں کو بدعت سکھاتا ہو۔''

پیر طریقت حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری کو صدمہ

ہمارے مخدوم، جمعیۃ علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست خانقاہ عالیہ قادریہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد صاحب دین پوری مدظلہ کی ہمشیرہ محترمہ دین پور شریف میں انتقال فرماگئیں۔ ادارہ لولاک مرحومہ کے اعلیٰ درجات ومغفرت کے لئے ملک بھر کے رفقاء سے دعاؤں کی اپیل کرتا ہے۔ اللہ رب العزت حضرت پیر طریقت میاں مسعود احمد صاحب مدظلہ سمیت خاندان کے تمام حضرات کو صبر جمیل نصیب فرمائیں اور مرحومہ کی تمام اولاد کی پردۂ غیب سے کفالت فرمائیں۔ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

آج کی سب سے بڑی ضرورت

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

دوستو! بچپن میں ایک کہانی سنی تھی۔ ایک صاحب سڑک پر کچھ تلاش کررہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا صاحب آپ کیا تلاش کررہے ہیں؟ انہوں نے کہا جیب سے اشرفی گرگئی تھی اسے تلاش کررہا ہوں۔ کچھ بھلے مانس بھی ان کے ساتھ تلاش میں لگ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد کسی نے پوچھا حضرت وہ اشرفی کہاں گری تھی؟ کہنے لگے گری تو گھر کے اندر مگر مشکل یہ ہے کہ گھر میں روشنی نہیں ہے۔ سڑک پر روشنی ہے، اس لئے یہاں تلاش کررہا ہوں۔

انسان کی سہولت پسندی

بظاہر تو یہ ایک افسانہ یا لطیفہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر واقعات کی دنیا میں دیکھیں گے تو یہی نظر آئے گا کہ جو چیز گھر میں کھوئی ہے، اس کی آج باہر تلاش ہے۔ بڑے بڑے میدانوں میں آج یہ ہورہا ہے کہ گھر کی چیز باہر تلاش کی جارہی ہے۔ کوئی چیز کھوئی تو گئی اپنے اندر مگر تلاش اس کی باہر ہے۔ کیونکہ باہر روشنی ہے۔

آج بہت سی ایسی چیزوں کی کمیٹیوں اور جلسوں میں تلاش ہے۔ لیکن سکون، امن، اطمینان اندر کی چیزیں ہیں اور ان کی تلاش باہر ہورہی ہے۔ انسانیت کی قسمت اندر سے بگڑی ہے۔ لیکن باہر اس کو بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جس امن وسکون اور اطمینان قلب کی ہمیں ضرورت ہے، جس محبت کی فضا، ہمدردی کی فضا، اخلاق کی فضا کی ہمیں اور آپ کو ضرورت ہے، زندگی کا جو جوہر اور زندگی کا جو قیمتی سرمایہ آج مفقود ہے وہ سب دل کی دنیا میں کھویا ہے۔ لیکن وہاں اندھیرا ہے۔ انسانی فطرت سہولت پسند ہے۔ اس نے کبھی یہ زحمت برداشت نہیں کی کہ دل کے اندر ڈوب کر کھوئی ہوئی قیمتی چیز کو تلاش کرلے۔ اس نے اس کو آسان سمجھا کہ باہر روشنی میں اپنے گمشدہ مال کو تلاش کرے۔ آج قومیں حیران ہیں، بڑے بڑے حکیم ودانا سرگرداں ہیں۔ لیکن اس کا سرا نہیں ملتا کہ ہمارا مال کھویا کہاں ہے۔

انسانیت کو غمخوار انسانوں کی ضرورت ہے

انسانیت کو آج ایمان ویقین، سچائی اور پاکیزگی، محبت ومروت اور ہمدردی وغمخواری کی ضرورت ہے۔ اس کا مداوا تہذیب کی چمک دمک نہیں۔ تحریر نہیں۔ اس کو ضرورت ہے غمخوار انسانوں کی۔ دردمند انسانوں کی۔ جو دوسرے کے لئے گھلیں اور اپنے کو مٹا کر دوسروں کو بنائیں۔ تحریروں اور تہذیبوں سے

انسانیت نہیں پیدا ہوتی۔ یورپ نے ہم سے اخلاق اور روحانی اقدار چھین لیں۔ اس معاملہ میں وہ خود خالی ہاتھ تھا۔ اس نے ہمیں بھی دیوالیہ بنادیا۔ مصنوعات سے بھر دیا۔ اس نے ہماری راتوں کو چراغوں سے جڑ دیا۔ بجلی کے قمقموں سے جگمگا دیا۔ ہمیں دل کی روشنی کی ضرورت تھی۔ اس نے دل کا چراغ گل کر دیا۔ مبارک تھا وہ زمانہ جب دل کی روشنی تھی۔ بجلی کی روشنی نہیں تھی۔ آپ خود سوچیں آپ سے کوئی سودا کرنا چاہے تو آپ کو کون سا زمانہ پسند ہے؟ انسانیت کا، ہمدردی کا، غمخواری کا زمانہ جس میں آدمیت کی قدر اور فکر تھی۔ یا وہ زمانہ جس میں انسانیت کا کوئی احترام نہیں۔ مگر اس میں پریس ہیں۔ بجلی کی روشنی ہے اور برقی پنکھے ہیں۔ آج سکون قلب میسر نہیں۔ لیکن پیسہ کی افراط ہے۔ آج سب کچھ ہے لیکن روحانی قدریں عنقا ہیں۔

آج سب کچھ ہے لیکن مقصد نہیں۔ جس کے حلق میں کانٹے پڑ رہے ہوں، پیاس سے تڑپ رہا ہو، اسے چلو بھر پانی چاہئے۔ اس کے لئے سب کچھ، کچھ نہیں۔ اس کے لئے اشرفیاں موجود ہوں تو کیا؟ بس تمدن میں محبت کا ذرہ نہیں۔ ایثار و ہمدردی کا نام نہیں۔ جسے دیکھو غرض کا بندہ اس تمدن کو لے کر کیا کریں۔

ہم نے دل کا رستہ کھو دیا

ساری غلطی یہ ہو رہی ہے کہ صحیح دروازے سے آنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ چور دروازے سے داخل ہوتے ہیں۔ دل کا پھاٹک بند ہے اور اندر جانے کا راستہ وہی تھا۔ دل کا راستہ ہم کھو چکے۔ ہم خود غرضیوں کے ساتھ وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ دنیا کا بگاڑ بے جا غرور اور بے جا خواہشات کا غلبہ ہے اور ان سب کا دہانہ دل ہے۔ اس دل میں جب ایک خدا کا اقتدار نہیں، اسے اس کی بالادستی تسلیم نہیں۔ یہ اپنے کو اس کے سامنے جوابدہ نہیں سمجھتا تو پھر اس کی شکایت کیا۔ کسی کو پھر کیا غرض ہے کہ وہ کسی کی مدد کرے اور دوسرے کے لئے اپنے کو خطرے میں ڈالے۔ آج کی دنیا میں بھائی بھائی کو تاجرانہ ذہن سے دیکھتا ہے۔ ہر ایک نے دوسرے کو گاہک اور فریق سمجھ لیا ہے۔ سب طرف لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ فطرت انسانی مسخ ہو گئی ہے۔ باپ بیٹوں سے نالاں ہیں۔ استاد شاگردوں سے ناخوش ہیں۔

نظام تعلیم کا نقص

آج یونیورسٹیوں میں کہرام مچا ہوا ہے کہ شاگرد ادب نہیں کرتے اور استاذ شفقت و ہمدردی نہیں برتتے۔ تمام لوگ اس سے پریشان ہیں اور اس کی اصلاح کی طرح طرح کی کوشش ہوتی ہیں۔ لیکن اس کی جڑ اور بنیاد پر غور نہیں کیا جاتا کہ تعلیمی نظام جس کا سارا ڈھانچہ مادہ پرستی ہو۔ آخر اس کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔ تعلیم کا کون سا اسٹیج ہے جہاں اخلاق اور کردار کی تعمیر کی کوشش کی جاتی ہے؟ یہ تمام برائیاں تو متوقع نتائج ہیں۔ اس نظام تعلیم کے، تمہارا ادب، تمہارا آرٹ، نفسانی خواہشات کو بیدار کرتا ہے اور انسان کو موقع

پرست بناتا ہے اور تمہارا ماحول ایسے مواقع بہم پہنچاتا ہے کہ خواہشات اور خودغرضیوں کی تسکین ہوسکے۔ وہ تمہیں دولت مند، ساہوکار بننے کا جذبہ دیتا ہے۔ اس وقت ضرورت ضمیر اور ذہن بدلنے کی ہے۔ ان کے بدلے بغیر کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

ذہنیت کی تبدیلی کی ضرورت

آج ہمارے ملک میں کئی اصلاحی اور سماجی تحریکیں چل رہی ہیں۔ ہم ان کی قدر کرتے ہیں اور ہمارا بس چلے تو ہم ان کی مدد کریں۔ لیکن زمین لینے سے پہلے دلوں میں یہ بات پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ کوئی زیادہ زمین رکھ ہی نہ سکے۔ لوگ خود بخود زمین دینے کو تیار ہو جائیں۔ ایسی ذہنیت بن جائے کہ لوگ ضرورت مندوں کو اپنی چیزیں دے کر خوشی محسوس کریں۔ ہم نے تاریخ میں یہ واقعہ پڑھا ہے کہ مکہ اور مدینہ میں پشتی رقابت تھی۔ ان کے کلچر اور سوشل لائف میں اختلاف تھا۔ لیکن جب مکہ سے لوگ مدینہ آنے پر مجبور ہوئے اور انہیں اپنا سارا اثاثہ اور مال و دولت چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ آنا پڑا تو جن کے پاس نہ کچھ نہ تھا وہ مدینہ کے مالدار کھاتے پیتے لوگوں کے بھائی بنا دیئے گئے۔ انہوں نے اپنے ان بھائیوں کو سینے سے لگایا اور جن سے کوئی خونی رشتہ نہیں تھا ان کے سامنے اپنے گھر کی آدھی دولت لاکر رکھ دی۔ ادھر آنے والوں کے دل ایسے بنائے گئے تھے کہ انہوں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہمیں آپ کچھ تھوڑا سا قرض دے دیجئے اور یہاں بھی تجارت کریں گے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے مدینہ والوں میں ایثار و ہمدردی اور قربانی کا جذبہ بیدار کیا اور مکہ والوں میں خود اعتمادی اور خودداری کا۔ انہوں نے گھر کی دولت آنے والوں کے قدموں میں ڈال دی اور آنے والوں نے دولت پر نگاہ نہ کی۔ ہمارا سر نیچا ہو جاتا ہے۔ جب آج کی ہجرت پر نظر ڈالتے ہیں۔ نہ ایک طرف ایثار و ہمدردی ہے، نہ دوسری طرف خود اعتمادی اور خودداری۔

ہم کہتے ہیں کہ ذہنیت بدلئے، محبت پیدا کیجئے۔ ایسے دل پیدا کیجئے جو دوسروں کے غم میں گھلنے کی آرزو کریں۔ انسان کے اندر یہ سپرٹ پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اس سے کسی کی مصیبت نہ دیکھی جائے۔ کمیونزم انتظام اور اسٹیٹ سے کام لیتا ہے۔ مذہب دل کی کیفیت ایسی بناتا ہے کہ اشرفیاں سانپ بچھو معلوم ہونے لگیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ وہ نماز جس کے لئے آپ کہتے ہیں کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ جس کے لئے آپ بے چین رہتے تھے اور بلالؓ مؤذن سے کہتے تھے کہ اذان دے کر میری تسکین کا سامان کرو۔ اسی نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن اچانک گھر میں جاتے ہیں۔ پھر واپس آکر نماز ادا کرتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ کو کون سا ضروری کام یاد آیا کہ نماز چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے؟ فرمایا کہ تھوڑا سا سونا رکھا تھا، میں اسے غریبوں میں تقسیم کرنے کی ہدایت کر آیا۔

روضہ اطہر ﷺ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حاضری

مولانا عبدالحمید تونسوی

۱...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: ''سمعت رسول اللہ ﷺ یقول والذی نفس ابی القاسم بیدہ لینزلن عیسیٰ بن مریم اما مامقسطا و حکما عدلا فلیکسرن الصلیب و لیقتلن الخنزیر ولیصلحن ذات البین ولیذھبن الشحناء ولیعرضن علیہ المال فلا یقبلہ ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبنہ'' (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث: ٦٥٨٤)

﴿میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابوالقاسم ﷺ کی جان ہے۔ البتہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے امام منصف اور حاکم عادل ہوکر۔ سو البتہ ضرور صلیب توڑیں گے، اور البتہ خنزیر کو قتل کریں گے، اور البتہ ضرور لوگوں کے آپس کے معاملات درست کردیں گے، اور البتہ ضرور مال پیش کریں گے تو اس کو نہ لے گا۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر کہیں گے اے محمد (ﷺ)! تو میں ضرور ان کا جواب دوں گا۔﴾

۲...... علامہ محمود آلوسی ؒ فرماتے ہیں کہ: ''انہ علیہ السلام یاخذ الاحکام من نبینا ﷺ شفاھا بعد نزولہ وھو فی قبرہ الشریف علیہ الصلاۃ و السلام و ایدہ بحدیث ابی یعلی والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ ابن مریم ثم لئن قام علی قبری وقال یا محمد لاجیبنّہ'' (روح المعانی سورۃ الاحزاب)

﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد ہمارے نبی ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوکر آپ سے براہ راست احکام حاصل کریں گے۔ جب کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں استراحت فرما ہوں گے۔ اس کی تائید ابو یعلیٰ کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آکر، یا محمد (ﷺ) کہیں گے تو میں اس کا جواب دوں گا۔﴾

فائدہ...... مذکورہ دونوں صحیح حدیثوں میں دو پیغمبروں کا عمل پیش کیا جارہا ہے کہ (ایک سلام عرض کریں گے اور دوسرے اس کا جواب ارشاد فرمائیں گے) اس سے صراحتاً معلوم ہوا کہ دو پیغمبروں کا یہ عمل اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اپنی قبر انور میں حیات حاصل ہے اور وہ اپنی قبر پر حاضر ہونے والے امتی کا سلام سنتے بھی ہیں اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ یہی احادیث جہاں آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر کا واضح ثبوت ہیں وہاں حیات عیسیٰ علیہ السلام کی بھی بہت عمدہ دلیل ہے۔ (احقاق الحق)

تاریخ خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر:16 ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مجاہدین کو ہدایات

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور دیگر امراء کو مرتدین سے جہاد کرنے کے لئے روانہ فرمانے لگے تو سب سے پہلے ان سے یہ عہد لیا اور تاکیداً یہ حکم فرمایا کہ تم اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر ذرا رک جانا اور اس بات کا خیال کرنا کہ وہ اذانیں دیتے اور نماز پڑھتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ اذان دیتے اور نماز پڑھتے ہیں تو رک جانا، ان سے جہاد نہ کرنا، جب تک کہ ان سے زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ نہ معلوم کرلو اور اگر ان سے اذان سنائی نہ دے اور وہ نماز نہ پڑھتے ہوں تو ان پر خوب حملہ آور ہو جاؤ اور انہیں قتل کرو اور آگ میں جلادو۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی اس معرکہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ طلیحہ، غطفان اور ہوازن وسلیم وغیرہ قبائل کے ساتھ جنگ کرنے سے فارغ ہوئے تو بنوتمیم کے علاقوں کا رخ کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ہمارے آگے آگے تھے اور ہم ان کے پیچھے۔ سورج غروب ہونے کے قریب ہم بنوتمیم کے ایک گھر کے قریب پہنچے۔ اس گھر کے رہائشی دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور پوچھنے لگے: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا: ہم اللہ کے مسلمان بندے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم بھی اللہ کے مسلمان بندے ہیں۔ جب کہ قبل ازیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے چند سرایا بھیجے تھے۔ انہوں نے ان قبائل سے اذان نہ سنی تو جنگ کی نوبت آگئی۔ اسی طرح علاقہ ''بذار'' کی جانب بنواسد کے چشمہ ''بعوضہ'' پر آباد لوگوں سے بھی لڑائی ہوئی تھی۔ وہاں سے ''ملک بن نویرہ'' نامی شخص کو اس کی قوم سمیت گرفتار کر کے لائے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ ان سے ان کا اسلحہ چھین لو۔ جب صبح ہوئی تو ان کے قتل کا بھی حکم صادر فرمادیا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ مذکورہ واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہم (بنوتمیم کے ایک گھرانے کے رہائشی) لوگوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے (ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے) ہتھیار اٹھالئے۔ ہم نے کہا ہم تو مسلمان ہیں۔ انہوں نے کہا ہم بھی تو مسلمان ہیں۔ ہم نے کہا پھر تم ہتھیار لے کر کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ تم ہتھیار لے کر کیوں پھر رہے ہو؟ ہم نے کہا اگر تم واقعۃً مسلمان ہو جیسے کہہ رہے ہو۔ تو اسلحہ رکھ دو۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل کی اور ہتھیار پھینک دیئے۔ پھر ہم نے بھی نماز ادا کی اور انہوں نے بھی

نماز پڑھی۔ (سبحان اللہ! کیا اخلاق ہیں اسلام کے)

طفیل ﷛ کہتے ہیں کہ حضرت خالد ﷛ نے ’’بعوضہ‘‘ چشمہ کے پاس پڑاؤ ڈالا تو اتفاقاً ان لوگوں کا مؤذن ابوالحلال نامی کہیں گیا ہوا تھا۔ جب ان میں سے کسی نے بھی اذان نہ دی تو حضرت خالد ﷛ نے ان پر دھاوا بول دیا۔ چنانچہ ان کے کچھ آدمی مارے بھی گئے۔ ان مقتولین میں سے ایک بشر بن ابی اسود غدانی بھی تھا اور اسی طرح اتفاقاً ان کا ایک بچہ ’’مرداس بن اجیہ‘‘ نامی بھی اس دن غائب تھا جس کی عمر دس برس تھی۔ (تو یہ بھی قتل سے رہ گیا)

حضرت سالم ﷛ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ ﷛ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی خدمت میں آکر ’’مالک بن نویرہ ﷛‘‘ اور اس کے رفقاء کے قتل کی اطلاع دی تو حضرت ابوبکر صدیق ﷛ یہ خبر سن کر بہت ہی گھبرا گئے۔ چنانچہ اس اطلاع کے موصول ہوتے ہی حضرت ابوبکر ﷛ نے حضرت خالد ﷛ کو واپس آنے کا خط لکھا۔ جوں ہی خط ملا پڑھ کر حضرت خالد ﷛، حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکر ﷛ نے فرمایا کہ کیا خالد ﷛ اس معاملہ میں کوئی غلط تاویل کر کے کوئی ترمیم واضافہ تو نہیں کرتے؟ (جب ایسا نہیں ہوا بلکہ صحیح بیان دے دیا) تو حضرت ابوبکر ﷛ نے حضرت خالد ﷛ کو واپس بھیج دیا اور مالک بن نویرہ ﷛ کی دیت ادا فرمائی اور جو مال قبضایا تھا اور جو لوگ قید ہوئے تھے وہ سب کا سب واپس کر دیا۔ (یہ ہیں اسلام کے اخلاق)

ابن اسحاق ﷬ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد ﷛، حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے صحیح صورتحال بتا کر معذرت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے ان کی معذرت قبول فرمالی۔

ابن اسحاق ﷬ کہتے ہیں کہ: ’’متمم بن نویرہ ﷛‘‘ نے اپنے بھائی ’’مالک بن نویرہ ﷛‘‘ کے لئے یوں مرثیہ کہا۔

فعشنا بخیر فی الحیاۃ وقبلنا　　اصاب المنایا رھط کسری وتبعا

ہم نے بہترین زندگی گزاری، اور ہم سے پہلے کسریٰ اور تبع کے لوگوں کو بھی موت نے آ لیا۔

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ　　من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

ہم جذیمہ کے دوساتھیوں کی طرح زمانہ دراز تک اکٹھے رہے۔ یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے۔

فلما تفرقنا کانی ومالکا　　لطول اجتماع لم نبت لیلۃ معا

پھر جب ہم میں جدائی ہوگئی تو یوں معلوم ہونے لگا کہ میں اور مالک باوجود لمبا زمانہ اکٹھے رہنے کے ایک رات بھی اکٹھے نہیں رہے۔

فما شارف حنت حنینا فرجعت　　حنینا فابکی شجوها البرك اجمعا

اتنا دودھ پلانے والی اونٹنی بھی چلائی نہ ہوگی کہ جس کے چلانے سے سارا ریوڑ رو پڑا ہو۔

ولاذات اظآر ثلاث روائم　　رأین مجرا من حوار ومصرعا

اور نہ تین روز سے بغیر دوہے چھوڑی ہوا اونٹنی جو اپنے چھوٹے بچے اور بچھڑے ہوئے بچے کو دیکھ کر روئی ہوگی۔

یذکرن ذا البث الحزن بحزنه　　اذا حنت الاولی سجعن لها معا

دائی غمناک اور پراگندہ حال جب روتی ہے تو دوسری اسے دیکھ کر بیک وقت رونا شروع کر دیتی ہیں۔

باوجد منی یوم قام بما لك　　منادٍ فصیح بالفراق فاسمعا

مجھ سے زیادہ کوئی بھی غمگین نہیں ہوگا۔ جس دن کہ منادی نے واضح الفاظ میں مالک کی جدائی کا اعلان کیا۔

ابا الصبرایات اراها واننی　　اری کل حبل بعد حبلك اقطعا

میں اپنے آپ کو ایسا صبر کرنے والا دیکھتا تھا۔ لیکن اب تو تیرے تعلق کے منقطع ہوجانے کے بعد ہر تعلق کو منقطع تصور کرتا ہوں۔

سقی الله ارضا حلّها قبر مالك　　ذهاب الغوادی المدجنات فامرعا

خدا تعالیٰ اس زمین کو سیراب کردے جس میں مالک کی قبر ہے۔ بوقت صبح برسنے والی بدلیوں سے بار بار سیراب کرے۔

والر بطن الوادیین بدیمة　　ترشح وسمیا من النبت خروعا

اور موسلا دھار بارش سے دونوں وادیوں کو تروتازہ رکھے، موسم بہار کی بارش کی طرح تربہ تر پھوار پڑے۔

تحیته منی وان كان نائیاً　　وامسی ترابا فوقه الارض بلقعا

اگرچہ وہ مجھ سے دور سہی لیکن اسے میرا سلام پہنچے۔ جو سنگریزوں والی زمین تلے مٹی ہو چکا ہے۔

نوٹ: صاحب کتاب (تاریخ خلیفہ بن خیاط) کہتے ہیں کہ اس قصیدہ مرثیہ کے اور بھی بہت سارے اشعار ہیں۔ لیکن موقعہ کی مناسبت سے یہاں فقط گیارہ اشعار پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جاری ہے!

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

محمد وسیم اسلم

ماضی قریب کی ایسی چند جلیل المرتبت شخصیات جو کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان میں ایک نمایاں شخصیت ایسے مرد مجاہد، عاشق رسول عربی ﷺ، پروانہ شمع حریت، آزاد منش درویش کی ہے۔ جس کے گھنگریالے بال، نورانی چہرہ، موٹی موٹی آنکھیں، کروڑوں انسانوں کی دلوں کی دھڑکن، جو خطابت کے میدان میں آئے تو میدان ٹھاٹھیں مارتے سمندر کا منظر پیش کرے۔ کلام مجید کی تلاوت کرے تو لحن داؤدی کا رس سامعین کی قوت سماع میں بھر دے۔ جن کے قصوں کی تاریخ اٹھائیں تو تاریخ بھی رشک کرے۔ برا عظم ایشاء کے بے مثل کھدر پوش خطیب جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ جنہیں متحدہ ہندوستان کی گلیوں، بازاروں، چوکوں میں یہ نعرہ مستانہ لگاتے بارہا سنا گیا کہ: ’’ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا، جی نہیں چوری کا حوصلہ کرے گا، میں اس کے گریبان کی دھجیاں بکھیر دوں گا۔ میں محمد ﷺ کے سوا کسی کا نہیں۔ اپنا، نہ پرایا۔ میں انہیں (ﷺ) کا ہوں، وہی میرے ہیں، جن کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو۔ میں ان ﷺ کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جو ان ﷺ کا نام تو لیتے ہیں۔ لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔‘‘

۱۹۱۶ء میں مرزا بشیر الدین محمود امرتسر گیا۔ اس کی تقریر ہوئی تو حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے چند ایک سوالات کئے جن کے جوابات اس سے نہ بن پائے۔ بغیر جواب دیئے وہاں سے بھاگ نکلا۔ بعد ازاں حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سٹیج سے خطابت کا آغاز کیا۔ اسٹیج پر کھڑے ہو کر ایک زوردار تقریر فرمائی۔ پھر ۱۹۱۸ء میں باقاعدہ اس کام کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ ان دنوں تحریک خلافت عروج پر تھی۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ بھی میدان میں آگئے اور اپنی خطابت کی جولانیوں سے تحریک کو زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر پہنچا دیا۔ جس سے انگریز بوکھلا اٹھا۔ گرفتاریوں کا عمل شروع ہوا تو حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تین سال قید سخت کی سزا ہوئی اور میانوالی جیل میں بھیجے گئے۔

حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ پہلی مرتبہ ۱۹۲۱ء میں تحریک خلافت کے سلسلہ میں تین سال کی قید سخت میں رہے۔ پھر دوسری مرتبہ ۱۹۲۷ء میں مشہور دریدہ دہن آریہ سماجی راج پال کے قتل کے سلسلہ میں کافی عرصہ

جیل میں رہے۔ پھر عدم ثبوت کی بنا پر رہا ہو گئے۔ تیسری مرتبہ نمک سازی کے قانون کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں ۱۹۳۰ء میں کلکتہ چھ ماہ کی قید ہوئی۔ چوتھی مرتبہ تحریک آزادی کشمیر کے سلسلہ میں دو سال کے لئے پھر جیل جانا پڑا۔ پانچویں مرتبہ قادیان میں نماز جمعہ پڑھا کر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں قید اور جرمانہ کی سزا ہوئی۔ پھر گرفتاریوں اور صعوبتوں کا سلسلہ تادم زیست جاری رہا۔ پنجاب حکومت کے کارندوں نے ان پر بغاوت اور قتل عمد وغیرہ کے سنگین الزام لگا کر گرفتار کیا۔ مقدمہ چلا۔ چونکہ قدرت کو ابھی حضرت شاہ جی ؒ سے اور کام لینے منظور تھے اس لئے مسٹر جسٹس ینگ نے آپ کو بری کر دیا۔ پنجاب کے نواب زادے حیران و ششدر رہ گئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد ۱۹۵۳ء میں دولتانہ وزارت کے زمانہ میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں جیل گئے۔ زندگی کا طویل عرصہ جیل آپ کا مقدر رہی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: ''میری آدھی عمر جیل میں گزری اور آدھی عمر ریل میں۔''

چار چیزیں حضرت شاہ جی ؒ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھیں:

۱...... حضور خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس سے والہانہ عشق و محبت اور آپ ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت۔

۲...... اسلام پر مکمل ایمان اور اس کی تبلیغ و اشاعت۔

۳...... خدا کی آخری کتاب قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش۔

۴...... فرنگ دشمنی۔ اسی لئے شاہ جی ؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں انگریز کا باغی ہوں، میں ہندوستان سے انگریز کو نکال کر ہی رہوں گا۔''

حضرت شاہ جی ؒ بسا اوقات اپنے خطاب میں فرمایا کرتے تھے کہ: ''مسلمانو! اگر میں اتنا قرآن پہاڑوں کو سناتا تو وہ بھی پگھل جاتے۔ افسوس کہ میری قوم کا دل موم نہ ہوا۔ اپنوں نے سنی ان سنی کر دی۔ مگر غیر ملکی حکمران فرنگی نے اس آواز کو سنا بھی اور سمجھا بھی۔''

فرنگی کو اسی پکار میں اپنے خلاف بغاوت کی بو آئی اور اسی جرم میں انہیں بہار و خزاں کے کئی موسم اسارت فرنگی میں گزارنے پڑے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے ظاہری نتائج سے مایوس ہو کر کئی لوگ ان شہدائے ختم نبوت کے متعلق جو اس تحریک ناموس ختم نبوت پر قربان ہو چکے تھے۔ یہ سوال کرتے تھے کہ ان کے خون کا ذمہ دار کون ہے؟۔

حضرت شاہ جی ؒ نے فیصل آباد کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جواب میں ارشاد فرمایا: ''جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں جہاں شہید ہوئے ان کے خون کا جواب دہ میں ہوں۔ وہ عشق

رسالت میں مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں جذبہ شہادت میں نے پھونکا تھا۔ جو لوگ ان کے خون سے اپنا دامن بچانا چاہتے ہیں اور ہمارے ساتھ رہ کر اب کنی کترا (کنارہ کشی اختیار کر) رہے ہیں۔ ان سے کہتا ہوں کہ میں حشر کے دن بھی ان کے خون کا ذمہ دار ہوں گا۔ وہ عشق نبوت میں اسلامی سلطنت کے ہلاکو خانوں کی بھینٹ چڑھ گئے۔ لیکن ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی سات سو حفاظ قرآن اسی مسئلہ کی خاطر شہید کروائے تھے۔“

حضرت شاہ جی ؒ نے مزید فرمایا کہ قیامت کے دن حضور خاتم النبیین ﷺ کی بارہ گاہ میں حاضر ہو کر دست بستہ عرض کروں گا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے خوش نصیبوں کا مقصد صرف اور صرف آپ ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ تھا۔ اسی طرح ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شہید ہونے والوں کا مقصد بھی صرف اور صرف آپ ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ تھا۔ لہٰذا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں شہید ہونے والوں کو بھی یمامہ کے شہدا کے ساتھ ایک ہی صف میں کھڑا کریں۔ کیونکہ دونوں کا مقصد ایک ہی تھا۔“

پھر حضرت شاہ جی ؒ نے فرمایا: ”مجھے امید کامل ہے کہ میرے نانا، میرے پیارے آقا ﷺ میری درخواست کو شرف قبولیت ضرور بخشیں گے۔“

بہرحال حضرت شاہ جی ؒ ایک عظیم مجاہد تھے۔ انہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ سے کبھی گریز نہیں کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لیکن کبھی استقلال میں لغزش نہ آنے پائی۔ ان کا دل عشق رسول ﷺ کی آماجگاہ تھی۔ حضور ﷺ کے عشق کی گرفتاری نے انہیں ختم نبوت کا جرنیل بنایا۔ اسی کو مقصد حیات اور زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے دنیا کے طوفانوں سے ٹکراتے ٹکراتے ۲۱ راگست ۱۹۶۱ء کو تھک کر دار فانی سے دار البقاء کی طرف رخصت ہوئے۔

بنت حضرت شاہ جی ؒ سیدہ ام کفیل بخاری ”سیدی وابی“ میں لکھتی ہیں کہ: ”اباجی ؒ کی چند سانسیں باقی تھیں کہ اماں جی نے متوجہ کیا کہ دیکھو زبان ذکر کر رہی ہے۔ اللہ، اللہ، اللہ کا ورد جاری تھا۔ میں نے دیکھا کہ جس اللہ نے ان کو اقلیم خطابت کا یکتا تاجدار بنایا اور جس کی دی ہوئی قوت کو انہوں نے اس کے حبیب محمد کریم ﷺ کے منصب ختم نبوت کے بیان میں ختم کر دیا۔ اسی اللہ کا نام لیتے ہوئے انہوں نے ایک دفعہ آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ میرے پیارے اباجان ؒ اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! بڑے لوگ پہلے بھی ہوئے اور اللہ کو منظور ہے تو پھر بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر ہم نے اباجی ؒ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔“

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی — کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہوجائے

(سیدی وابی، ص۱۹۰)

امیر شریعت حضرت شاہ جی ؒ کی وفات کے بعد مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ کو حضرت شاہ جی ؒ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ پوچھا حضرت شاہ جی ؒ! فرمایئے: قبر کا معاملہ کیسا رہا؟ حضرت شاہ جی ؒ نے فرمایا کہ بھائی یہ منزل بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن آقا نامدار ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کی برکت سے معافی مل گئی۔

یہ امت کے وہ محسن حضرات تھے جنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی حضور ﷺ کی ناموس ختم نبوت کا تحفظ کیا اور آنے والی نسلوں کو سبق دیا کہ ہر چیز برداشت کی جاسکتی ہے۔ مگر حضور ﷺ کی ذات پر کسی قسم کا سمجھوتا قبول نہیں کیا جاسکتا۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً!

قبلہ حضرت صوفی دین محمد کو صدمہ

قبلہ حضرت صوفی محمد دین رائے پوری گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پوتے حافظ ولی اللہ، میاں فاروق احمد کے بھتیجے ۳ جولائی ۲۰۱۷ء بروز پیر ایکسیڈنٹ کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی شریف، نیک، صالح انسان تھے۔ عالمی مجلس کے معاون تھے۔ جنازہ کبوتراں والے قبرستان گوجرہ میں حضرت صوفی محمد دین نے پڑھایا۔ جنازے میں دینی وسیاسی شخصیات کے علاوہ علماء وحفاظ کرام نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے ضلع ٹوبہ کے تمام جامعات میں قرآن خوانی کرائی گئی اور دعائے خیر کا اہتمام کیا گیا۔ نیز قارئین لولاک سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین!

انتقال پر ملال

حافظ محمد تنویر حنفی کے والد محمد اشرف عرصہ دراز سے صاحب فراش رہ کر گزشتہ روز انتقال کر گئے۔ مرحوم کمالیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے محب ومعاون اور دعا گو تھے۔ پابند صلوٰۃ وصوم، خوش اخلاق، مہمان نواز تھے۔ مرحوم کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کی طرف سے ٹوبہ کے جامعات جامعہ ربانیہ، جامعہ حسینؓ بن علیؓ چھلور، العصر تعلیمی مرکز پیر محل، جامعہ نعمانیہ، فاروقیہ، نیم والی مسجد کمالیہ، جامعہ امدادالعلوم رجانہ ودیگر جامعات میں ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔ قارئین لولاک سے بھی دعاوں کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا سید محمد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت: ۱۹۴۷ء......وفات: ۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء)

مولانا اللہ وسایا

امام پاکستان حضرت مولانا سید احمد شاہ چوکیروی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ اور جانشین حضرت مولانا محمد قاسم شاہ سرگودھا میں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا سید محمد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف جامعہ سراج العلوم بلاک نمبر ا سرگودھا سے کیا۔ جامع مسجد فاروق اعظم سرگودھا میں مولانا سید احمد شاہ چوکیروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تھا۔ فراغت کے بعد سید محمد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کی مسجد اور ان کے جاری کردہ رسالہ ماہنامہ ''الفاروق'' سرگودھا کو سنبھالا۔ پھر لاری اڈہ کے قریب ایک کالونی میں جامع مسجد الفاروق تعمیر کی اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مولانا سید محمد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے زمانہ سے قائم کردہ عظمت صحابہؓ کے کورس اور دارالمبلغین کو آخری وقت تک جیسے کیسے جاری رکھا۔ حتیٰ کہ وفات سے قبل اس سال شعبان کے دارالمبلغین کا اشتہار بھی شائع کیا۔

مولانا سید احمد شاہ چوکیروی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اسی طرح آپ کو خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے کے اجازت یافتہ حضرت خواجہ غلام حسین پیر آف سواگ شریف والوں سے بھی خلافت حاصل تھی۔ آپ اپنے صاحبزادہ سید محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر سواگ شریف گئے کہ ان کی زبان میں لکنت ہے۔ پیر صاحب نے دعا کی اور فرمایا کہ تقریر کے دوران لکنت کا اثر نہ ہوگا اور یہ کہ خوب تقریر کریں گے۔

واقفین جانتے ہیں کہ آپ کی تمام گفتگو میں تو لکنت کا اثر ہوتا تھا۔ لیکن تقریر اس روانی سے کرتے تھے کہ کسی لفظ پر زبان نہ رکتی تھی۔ آخر عمر میں مولانا سید محمد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا تو بے ساختہ ان پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ والد مرحوم کی طرح سید محمد قاسم شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی عقیدۂ ختم نبوت کے زندگی بھر داعی رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین!

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت

وابستان اقبال کے زیر اہتمام بریگیڈیئر (ر) پروفیسر ڈاکٹر وحید الزمان طارق کا خطبہ

حسیب اعجاز عاشر

اس میں کوئی ابہام کی گنجائش قطعی نہیں کہ وجہ تخلیق کائنات نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ جو مقدس شریعت لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے۔ وہ خدا کی آخری اور دائمی شریعت ہے جو بالکل واضح، روشن کامل واکمل ہے۔ اس ایک نقطہ پر بھی کوئی الجھاؤ باقی نہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت روح ایمان ہے۔ اس کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ کفار ابتداء سے ہی عقیدہ ختم نبوت میں دراڑیں ڈالنے کی سازشوں میں مصروف عمل ہیں اور ان گھناؤنی سازشوں کا سلسلہ دور نبوت میں مسیلمہ کذاب سے ہی شروع ہوا اور فتنہ قادیانیت تک آن پہنچا۔ قادیانی فتنہ، مسلمانوں کے ہاتھوں شکست خوردہ انگریزوں نے کذاب واحمق مرزا غلام احمد قادیانی کی زیر سرپرستی تشکیل دیا۔ جو مسلسل نت نئے اوچھے ہتھکنڈوں سے اسلام اور ان کی برگزیدہ ہستیوں پر وار کرنے کے لئے موقع کی جستجو میں رہتا ہے۔

حالیہ کچھ عرصہ سے شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا خاندان فتنہ قادیانیت کے نشانہ پر ہے۔ سنگین ترین الزام تراشی کا سلسلہ جاری ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا رجحان قادیانیت کی جانب رہا ہے۔ قادیانیوں کے بے بنیاد الزامات کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے گزشتہ روز وابستان اقبال لاہور نے بریگیڈیئر (ر) پروفیسر ڈاکٹر وحید الزمان طارق کے خطبہ بعنوان ’’علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت‘‘ کا اہتمام کیا۔ جس میں وابستان اقبال کے روح رواں میاں اقبال صلاح الدین، باسط کوشال، نواب برکات محمود، ایس .ایم رضوی، میاں ساجد علی، عنایت علی، اقبال جنجوعہ، احمد پرویز اور طارق امین سمیت معروف ادبی، صحافتی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ وابستان اقبال لاہور کا مختصر تعارف یہ ہے کہ موجودہ دور میں فکر اقبال کی معنویت کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کے لئے اقبال سے انتہائی عقیدت رکھنے والے کچھ دوستوں نے جنوری ۲۰۱۲ء میں ’’وابستان اقبال‘‘ کے نام سے یہ ادارہ قائم کیا تھا جس میں معروف اساتذہ اقبالیات کی تعلیم، فروغ اور تشہیر کے لئے طلباء کے ساتھ معانی اور مفاہیم کے امکانات اور عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق ان کی معنویت تلاش کرتے ہیں۔ جو طلباء میں ان کی قابلیت اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے یقینی طور پر ایک عملی اقدام ہے۔ وابستان اقبال کا بنیادی ہدف بھی یہی ہے کہ اپنی صورتحال کے ہر پہلو

میں اقبال سے ایک مفصل رہنمائی لینے کا عمل جاری رکھا جائے اور اس عمل کو سوسائٹی کے بااثر افراد اور طبقات تک پھیلانے کی کوشش بھی ہو۔ ’’علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت‘‘ کے موضوع پر پرمغز اور مدلل خطبہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر وحید الزمان نے ایسے رازوں سے پردہ فاش اور حقائق کو بے نقاب کیا جس کو جان کر فتنہ قادیانیت شرمندگی سے حواس باختہ ہو جائیں۔

ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ قادیانیوں کے خلاف علامہ اقبال کے نظریات ان کے خطوط، مضامین، تقاریر اور شاعری کے ذریعے واضح ہیں۔ اپنے ایک خط میں علامہ اقبال لکھتے ہیں کہ: (مفہوم) ’’قادیانیت کی تحریک منافق ہے جو کافر سے زیادہ خطرناک ہے۔‘‘ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے قادیانیت پر وار کیا۔ انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں انہوں نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو جھٹلاتے ہوئے کہا کہ:

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفان کردہ

۱۹۳۰ء انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں ’’فریاد امت‘‘ منعقدہ مارچ میں اقبال نے ایک نظم پڑھی۔ جس کا دوسرا عنوان ابر گہر بار تھا۔ اس میں انہوں نے یہ شعر پڑھا:

مجھ کو انکار نہیں آمد مہدی سے مگر
غیر ممکن ہے کوئی مثل ہو پیدا تیرا

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کے ذریعے مرزا قادیانی کے اس دعوے کو رد کر دیا کہ وہ مثل مسیح یا مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اقبال نے ۱۹۱۶ء میں ایک بیان میں کہا: ’’جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو جس کا انکار مستلزم کفر ہو تو وہ خارج از اسلام ہوگا۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ؎

غدار وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر
پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر
آوازہ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
مسکیں دلکم ماندہ دریں کشمکش اندر

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۵ء کے ایک انگریزی مضمون میں حکومت برطانیہ کو آئینی طریقے سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی جو تجویز پیش کی تھی، جو الحمدللہ! ۱۹۷۴ء میں سرخرو ہوئی اور یوں پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا:

لکھتا ہوں خون دل سے یہ الفاظ احمریں
بعد از رسول ہاشمیؐ کوئی نبی نہیں

سید نذیر نیازی کے نام خط میں انہوں نے لکھا: ’’ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بناء پر قتل

کیا گیا تھا۔‘‘ (انوار اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار)

اس موقعہ پر پروفیسر وحید الزمان طارق نے شورش کشمیری ؒ کی کتاب ’’فیضان اقبال‘‘ سے کچھ حوالہ جات اور اقتباسات پیش کئے: ’’اور باتوں کے علاوہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ روحانی زندگی میں جس کے انکار کی سزا جہنم ہے، ذاتی سند ختم ہوچکی ہے۔ (لائٹ کے جواب میں)‘‘

’’انسانیت کے تمدنی تاریخ میں غالباً ختم نبوت کا تخیل سب سے انوکھا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ مغرب اور ایشیاء کے مؤبدانہ تمدن کی تاریخ کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے۔ مؤبدانہ تمدن میں زرتشتی، یہودی، نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ (قادیانیت اور اسلام، بہ جواب نہرو)‘‘

’’دینیاتی نقطۂ نظر سے اس نظریے کو ہم یوں بیان کرسکتے ہیں۔ اسلام کی اجتماعی اور سیاسی تنظیم میں محمد ﷺ کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں، جس سے انکار، کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔‘‘

’’جب کوئی شخص ایسے ملحدانہ نظریوں کو رواج دیتا ہے، جس سے نظام اجتماعی خطرہ میں پڑ جاتا ہے تو ایک آزاد اسلامی ریاست پر اس کا انسداد لازم ہوجاتا ہے۔ (پنڈت نہرو کے جواب میں)‘‘

’’جہاں تک مجھے معلوم، بروز کا مسئلہ عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی آرین ہے، میری رائے میں اس مسئلہ کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ (پروفیسر الیاس برنی کے نام)‘‘

’’مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہیں جو ان کی وحدت کے لئے خطرناک ہوں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بنا نئی نبوت پر رکھے اور اس کے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو بزعم خود کافر قرار دے۔ مسلمان اسے سلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں۔ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔‘‘

جبکہ مولانا مدنی ؒ کے جواب میں فرماتے ہیں: ’’قادیانی نظریہ ایک جدید نبوت کی اختراع سے قادیانی افکار کو ایک ایسی راہ پر ڈال دیتا ہے کہ اس سے نبوت محمدیہ کے کامل واکمل ہونے کے انکار کی راہ کھلتی ہے۔‘‘

پنڈت جواہر لعل کے نام اپنے خط میں علامہ اقبال ؒ واضح طور پر لکھتے ہیں کہ: ’’میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔‘‘

فرمایا: ’’الیوم اکملت لکم دینکم ‘‘ کے بعد اجرائے نبوت کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ قادیانی اسلاف کی تحریروں کو محرف کردیتے ہیں۔ (خضر تمیمی، ملفوظات)

فتنہ قادیانیت کے بارے میں علامہ اقبال کے ان واضح نظریات نے قادیانیوں کی کمر توڑ دی۔ وہ اور تو کچھ نہ کرسکے۔ لیکن اقبال کے ناخلف قادیانی بھتیجے شیخ اعجاز قادیانی، جس کے اپنی بیوی بچے بھی کبھی

قادیانیت کی طرف مائل نہ ہوئے، کے ذریعے علامہ اقبال ؒ کے خاندان کو قادیانی ثابت کر کے علامہ اقبال ؒ اور ان کے خاندان کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ تاکہ اقبال ؒ کے افکار ونظریات متنازعہ ہوکر اپنی اہمیت کھودیں۔ اس سلسلے میں شیخ اعجاز قادیانی ملعون نے ایک کتاب ''مظلوم اقبال'' بھی تحریر کی جس کا مقصد اقبال کے خاندان کو قادیانی ثابت کرنا تھا۔ لیکن قادیانی بھتیجے کے بھانجے اور ختم نبوت کے شیدائی خالد مظہر صوفی نے اپنے ماموں کو آڑے ہاتھوں لیا اور اس سازش کو بے نقاب کر دیا۔ علاوہ ازیں علامہ اقبال ؒ کے فرزند جاوید اقبال (مرحوم) نے بھی اپنی کتاب ''زندہ رود'' میں خاندان اقبال کے قادیانی ہونے کی تردید کی ہے۔

خاندان اقبال سے ایک اور معتبر گواہی ناخلف بھتیجے شیخ اعجاز کے بہنوئی جو علامہ اقبال کے بڑے بھائی شیخ عطاء محمد کے داماد ہیں۔ (ڈاکٹر نظیر صوفی) لکھتے ہیں کہ: ''یہ کہنا کہ علامہ کے خاندان کے کئی افراد نے مرزائیت قبول کر لی تھی۔ سراسر جھوٹ ہے۔ حضرت علامہ کے والد، والدہ، چچا، چچی، بہنیں اور بھائی اور ان کی اولادیں سب ہی سنی مسلمان تھے اور ہیں۔ سوائے ایک بھتیجے کے جو کہ ترقی کے لئے چوہدری ظفر اللہ کے زیر اثر چھ بہن بھائیوں میں سے اکلوتا قادیانی بن گیا۔''

صحبتش با عصر حاضر در گرفت   حرف دین را از دو پیغمبر گرفت
آن ز ایران بود و این ہندی نژاد   آن ز حج بیگانہ و این از جہاد
تا جہاد و حج نماند از واجبات   رفت جان از پیکر صوم وصلوٰت
روح چون رفت از صلوات و از صیام   فرد ناہموار وملت بی نظام
سینہ ہا از گرمی قرآن تہی   از چنین مردان چہ امید بہی

تقریب کے اختتام پر سوال وجواب کا سیشن بھی رکھا گیا تھا۔ جس میں ڈاکٹر وحید الزمان طارق نے حاضرین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ شرکاء نے نہایت اہم اور حساس موضوع پر تقریب کے اہتمام پر دبستان کی منتظم اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی دورے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے رمضان المبارک میں فیصل آباد، بہاولپور، لاہور، گوجرانوالہ، چیچہ وطنی، عارف والا میں جمعۃ المبارک سمیت کئی ایک اجتماعات، افطار پارٹیز اور دورہ ہائے تفاسیر کے شرکاء سے خطاب فرمایا۔ علماء کرام، طلبہ عزیز سے عہد لیا کہ ہم اپنے اساتذہ کرام، مشائخ عظام، قائدین تحریک ختم نبوت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیت سمیت لادین عناصر کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

ادارہ!

۲؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی مسئلہ پر بحث کے دوران قومی اسمبلی پاکستان میں جناب سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی کا انگلش میں بیان ہوا۔ جس کا اردو ترجمہ ’’قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ‘‘ کی ج۵، ص۲۴۴۳ تا ۲۴۴۶ سے پیش خدمت ہے، ملاحظہ فرمائیں:

جناب والا! میں وہی معروضات پیش کروں گا جو کہ میں نے اس ہاؤس کی طویل کارروائی سننے کے بعد اپنی رائے قائم کی ہے۔ حالانکہ جناب مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب جو کہ ختم نبوت کے سلسلے میں بڑے پرانے مجاہد ہیں اور انہوں نے اس ضمن میں تحریری اور زبانی طور پر جو خدمات انجام دی ہیں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ان کے ارشادات اس ضمن میں، میں آخری اور کافی سمجھتا ہوں۔ لیکن میں اپنے طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ جناب والا! اب یہ کوئی جھگڑا ہی نہیں رہا کہ احمدی نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ ان کے ان طویل بیانات میں جو جرح فاضل اٹارنی جنرل صاحب نے ان پر فرمائی ہے۔ ان کے جوابات میں انہوں نے کسی جگہ بھی یہ نہیں کہا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔ ایک عجیب بات ہے کہ لاہوری جماعت جو ان کا ایک حصاری فرقہ ہے۔ جن کے متعلق میرا اپنا ذاتی خیال تھا کہ وہ مرزا صاحب کو آخری نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ یا جو کچھ سمجھ لیجئے یا نبی سے کم درجہ والے۔ لیکن جرح کے دوران میں حیران ہوا کہ کیسی صفائی اور کیسے عجیب وغریب انداز سے انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ مرزا صاحب یقیناً (معاذ اللہ) نبی ہیں۔ دراصل ان دونوں کا آپس میں جھگڑا یا مخالفت کہ لاہوری اور ربوہ گروپ یا فرقہ، ان کا آپس میں جھگڑا نہیں ہے کہ مرزا صاحب نبی یا محدث ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب (لاہوری) جو کہ مرزا صاحب کے بڑے قریبی دوست اور ساتھی تھے اور وہ صرف اپنے آپ کو ہی صحیح جانشین سمجھتے تھے۔ جب جانشین کا سوال پیدا ہوا تو بشیر الدین صاحب کہ جو اس وقت سولہ، سترہ یا اٹھارہ برس کے تھے۔ انہیں صرف اس بناء پر کہ وہ مرزا صاحب کے لڑکے ہیں۔ جانشین کر دیا تو مولانا محمد علی صاحب (لاہوری) نے اپنے ہم خیال لوگوں کو علیحدہ کر دیا کیونکہ یہ ان کی طبیعت کے خلاف تھا۔

جناب! مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ قرآن کہتا ہے، خدا کہتا ہے اور خود نبی کریم ﷺ کا اپنا ارشاد ہے کہ وہ ہر طریقے سے آخری نبی ہیں۔ جناب والا! کسی کا باپ ہوتا ہے۔ یہ عجوبہ بات ہے کہ باپ کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک دوسرا باپ اور ایک تیسری قسم کا باپ؟ اور اگر نبی کے متعلق یہ تاویل لی جاسکتی ہے کہ

نبوت کی کئی قسمیں ہیں اور کئی درجے ہیں (معاذ اللہ) خدا کے بھی کئی روپ ہوں۔ ان کے عقیدہ کے مطابق، تو پھر ہم کس طرح اس بات کو تسلیم کریں کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی کوئی قسم تو نہیں ہو سکتی۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ کون سی نبوت کی قسمیں ہیں۔ مجازی نبی، حقیقی نبی، شرعی نبی اور غیر شرعی نبی۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ کسی جانور کو کھانا چاہیں تو اس کے لئے ایک تاویل پیدا کر کے اسے حلال کر کے کھا جائیں۔ تو جناب والا! میں اپنے طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں کوئی جھگڑا نہیں ہے کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا تھا (ان کے عقائد کے مطابق) جو کچھ میں سمجھتا ہوں وہ تو روز روشن کی طرح واضح ہے اور اس بات میں کوئی تضاد ہے ہی نہیں۔ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ خدا فیصلہ کرے گا کہ وہ نبوت صحیح تھی، معیار کے مطابق تھی یا نہیں تھی۔ لیکن ہم اپنے طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کو کسی بھی صورت اور کسی بھی طریقہ سے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ کہے کہ میں نبی ہوں۔ وحی ان پر نازل ہوتی ہے، عجیب بات ہے۔ کتاب میں وہ ترمیم کرتے ہیں بلکہ ایک قرآن کریم کی آیت جس میں ارشاد ہے...... غالباً حدیث شریف یا قرآن کریم کی آیت تھی جو دوران جرح واضح کی گئی تھی۔ جس میں ''میرے پہلے اور میرے بعد'' کے الفاظ ہیں۔ مجھے پتہ نہیں ہے کہ یہ الفاظ حدیث شریف کے ہیں یا قرآن مجید کی آیت ہے۔ جس میں یہ کہا گیا ہے: ''نہ میرے پہلے اور نہ میرے بعد۔ نبوت کا جو سلسلہ ہے وہ ختم ہے۔'' بعد والی چیز حذف کر دی گئی ہے۔ وہ کتاب میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح جناب والا! ایک اور طریقہ بھی دیکھیں۔ ایک مسجد ان لوگوں نے تعمیر کی ہے اور اس پر لکھ دیا ہے لاالہ الااللہ احمد رسول اللہ۔ ہم خوش تھے کہ ہم نے ان کی کمزوری پکڑ لی۔ جب ان پر جرح کی گئی تو غالباً وہ فرمانے لگے کہ یہ کوئی رسم الخط ہے۔ میں حیران ہوں جب تمام دنیا میں کلمے کا ایک ہی رسم الخط جاری ہے اور وہ یہ ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ تو کیوں خصوصیت کے ساتھ انہوں نے ایک کوفی رسم الخط استعمال کیا؟ تو یہ تمام باتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ان نیت میں فتور یقیناً موجود ہے۔ آپ بتائیں اگر وہی مسجد قائم رہے اور جو دین میں آج کل ترقی ہو رہی ہے۔ وہ آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔ لوگ خدا سے مذاق کرتے ہیں۔ لوگ رسول سے مذاق کرتے ہیں۔ لوگ اپنے طریقہ عبادت میں اس دور میں بھی میں سمجھتا ہوں اتنے مکمل اور کامل نہیں ہیں جتنا انہیں ہونا چاہئے۔ پچاس ساٹھ سال کے بعد وہی ایک مسجد ایک عظیم فتنے کی بنیاد بن جائے گی۔

اسی طریقے سے جناب والا! مجھے اس امر کا کامل یقین ہے۔ میں اس خطرے سے بھی اس معزز ہاؤس کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس آنریبل کمیٹی کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسرائیلیوں کی طرح احمدیت بھی ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ جس وقت انگریز نے اس فتنہ کی ابتداء کی۔ ہم نہیں کہتے کہ مرزا صاحب یا ناصر

صاحب کی علمیت کسی طریقے سے کم ہے۔ عالم لوگ ہی پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ جن لوگوں کو کتاب کا علم اور عبور ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہی اس قسم کی ہیرا پھیری کر سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے یہ جو طریقہ کار جس کی ابتداء جس وقت جن ذہنوں کی کاوش کے نتیجہ کے طور پر ہوئی۔ ان کا اس میں بنیادی مقصد صرف ایک تھا کہ مسلمانوں میں ایک فتنہ پیدا کیا جائے۔ ایک فتنہ کھڑا کیا جائے۔ انہوں نے جو آج اسرائیل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، یہ یاد رکھیں، یہ غور طلب بات ہے اور سوچنے کا مقام ہے۔ آج آپ اسرائیل کو تاریخ سے نہیں مٹا سکتے۔ تمام عالم اسلام ایک طرف ہے۔ آپ دیکھئے تمام عرب ایک طرف ہے۔ اسرائیل کے خلاف صف آراء ہیں۔ لیکن آج وہ اسرائیل کو نہیں مٹا سکتے۔ جب اسرائیل کا فتنہ کھڑا ہوا تھا۔ اس وقت بھی یہی نوعیت تھی۔ اس کا بھی یہ یہی مقام تھا۔ ان کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی۔ یہی حیثیت آج ربوہ اختیار کر چکا ہے۔ آپ جگہ دیکھیں کہ کسی وقت اسرائیلیوں نے اپنی ریاست کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کی ابتدائی شکل، ابتداء کی صورت صرف یہی تھی اور صرف یہی تھی۔ وہ اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے بڑے طویل بیانات اور بڑی طویل جرح کر چکے ہیں۔ میں اس میں اور اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ ان کو علیحدہ کرنے کے لئے، ان کو نمایاں کرنے کے لئے، ہمارے پاس صرف ایک طریقہ کار ہے کہ ہم آئین میں ترمیم کریں۔ ترمیم صرف اور صرف ان الفاظ میں کریں کہ احمدی فرقہ کے متعلق جتنے بھی لوگ ہیں یا وہ لوگ جو مرزا غلام احمد کو نبی کسی بھی رنگ میں مانتے ہیں۔ کسی بھی رنگ میں وہ لوگ مرزا کو نبی کی حیثیت دیتے ہیں۔ وہ غیر مسلم ہیں۔ وہ مسلمان نہیں۔ ان کو مسلمانوں کا مقام دینا نہیں چاہئے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا، اس میں شک نہیں ہے اس کے مضر اثرات بھی ہوں گے۔ ایک اتنا بڑا منظم آرگنائزڈ فرقہ جس کو ہم علیحدہ کر کے ایک ٹولے کا رنگ دیں گے۔ وہ کھلم کھلا ہمارے ملک کے خلاف کام کریں گے۔ یہ ٹھیک بات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ اس بات پر غور کریں کہ کس تیزی سے یہ مسلمانوں کو مرتد کر رہے ہیں۔ دنیا میں جا کر دیکھیں جتنے بھی اسلام کے نام پر مشن موجود ہیں۔ آپ دنیا کے کسی بھی حصے میں جا کر دیکھیں۔ اسلام کے نام پر جتنے بھی مشن موجود ہیں۔ وہ احمدیوں اور مرزائیوں کے ہیں۔ یہ لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر، ملک کے باہر، آپ اگر یہی رفتار ان کی جاری رہی (خداوند عالم اس بات کو جھوٹ کرے) تو مجھے یہ خدشہ ہے کہ بہت ہی قریب مستقبل میں میری قسم کے ضعیف الاعتقاد مسلمان جو اپنے دین سے پوری طرح باخبر اور واقف نہیں، ہو سکتا ہے کہ ان کے دین سے ہٹنے سے ایک وقت ایسا آئے اور آج جتنی بڑی اکثریت ہماری ہے۔ اس سے دو چند، سہ چند اکثریت ان لوگوں کی ہو جائے تو جناب والا! اس فتنے کو ختم کرنے کے لئے آئین میں اس قسم کی ترمیم انتہائی ضروری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

چھ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ

محمد احمد ایم اے انڈیا

ایشیاء کی عظیم درسگاہ دارالعلوم میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی گیارہواں چھ روزہ تعلیمی وتربیتی تحفظ ختم نبوت کیمپ مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی کی ناصحانہ کلمات کے ساتھ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ یہ کیمپ ۱۵ ارنشستوں پر مشتمل تھا۔ اختتامی نشست کا آغاز قاری محمد عمیر لکھیم پوری کی تلاوت قرآن مجید اور مولانا محمد ارشاد اندوری کی نعت پاک سے ہوا۔ جب کہ نظامت کے فرائض کیمپ کے مربی حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے بحسن وخوبی انجام دیے۔

کیمپ کی زیادہ تر نشستوں میں حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے تربیتی اسباق ہوئے۔ جس کے بالترتیب تحفظ ختم نبوت کی تاریخ، عہد رسالت سے لے کر موجودہ دور تک کے فتنوں کا تاریخی پس منظر اور مختصراً تعارف وتجزیہ، فتنہ قادیانیت کا پوسٹ مارٹم قادیانی تحریرات کی روشنی میں، جھوٹے مدعیان مہدویت کی تاریخ اور علمی وعملی میدان میں تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر کام کرنے کے طور وطریق جیسے موضوعات تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اردو ہندی اور دیگر مقامی زبانوں میں لیٹریچر کی توسیع واشاعت پر بھی زور دیا اور ممبران کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ رضا کارانہ طور پر اس خدمت کو انجام دیں۔

کیمپ کی گیارہویں نشست کو استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ریاست علی بجنوری ؒ کی تعزیتی نشست میں تبدیل کر دیا گیا۔ حضرت اسی نشست میں یا اگلی نشست میں بشرط صحت ''دور حاضر میں عقائد وعلم کلام کی اہمیت اور ضرورت'' کے موضوع پر خطاب کرنے والے تھے۔ دسویں نشست کی آغاز سے قبل اپنے دولت کدے پر مولانا شاہ عالم گورکھپوری کو طلب فرمایا اور اب تک کے پیش کردہ تمام موضوعات واسباق کا خلاصہ قدرے تفصیل سے سن کر خوب خوب دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ: ''بیٹے، کل طبیعت صحیح رہی تو صبح کی پہلی نشست میں یا اس کے بعد اختتامی نشست میں خود حاضر ہوں گا۔ بعد نماز مغرب یہ گفتگو ہوئی اور اگلے دن کا سورج طلوع ہونے سے قبل ہی حضرت خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا شاہ عالم نے جب یہ روداد غم حاضرین مجلس کو سنایا تو تمام آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ تحفظ ختم نبوت کی خدمت سے اس بے لوث تعلق ومحبت کے صدقے وطفیل میں حضرت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور تمام خدام تحفظ ختم نبوت ولواحقین واہل خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

دو نشستوں میں قاری سید محمد عثمان منصور پوری ناظم کل ہند مجلس نے ردقادیانیت پر محاضرہ پیش کیا۔

تیز دونشستوں میں جناب حافظ اقبال احمد ملی صدر احیاء السنہ اسلامک سینٹر مالیگاؤں نے اور ایک نشست میں مولانا اشتیاق احمد مبلغ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے کذبات مرزا پر بیان کیا۔ مطالعہ اور مشاہدہ کی تمام نشستوں میں مولانا محمد شاہد انور بانکوی، ماسٹر محمد احمد گورکھپوری کارکنان مرکز التراث الاسلامی دیوبند نے علمائے کرام کے بیان کے دوران پیش کئے گئے حوالوں اور کتابوں کو پروجیکٹر سے اسکرین پر تمام شرکاء اور سامعین کو دکھایا اور کتابوں کے حوالے نوٹ کرائے۔

کیمپ میں صوبہ کیرالہ، تمل ناڈو، کشمیر، راجستھان، آسام، منی پور، تری پوری، ناگالینڈ، بہار، یوپی، ہریانہ، دہلی، آندھرا پردیش، تلنگانہ، ایم پی وغیرہ کے فضلاء نے شرکت کی جو دارالعلوم دیوبند، وقف دارالعلوم دیوبند، جامعہ شیخ زکریا دیوبند، مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ، جامعہ شاہی مرادآباد، جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پوری کشمیر وغیرہ اداروں سے تعلق رکھتے ہیں، اندراج رجسٹر کے مطابق ان سب کی تعداد ۲۲۵ ہے۔ فضلاء مدارس عربیہ کے علاوہ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، یوپی، دہلی، حیدرآباد، ہریانہ، راجستھان، ۵۷ کی تعداد میں وہ افراد شریک پروگرام ہوئے جو مدارس سے منسلک نہیں بلکہ وکالت، بزنس، یا عصری تعلیمی اداروں سے تعلق رکھتے ہیں۔

اختتامی نشست سے صدارتی خطاب کرتے ہوئے حضرت مفتی ابوالقاسم نعمانی نے فرمایا کہ آپ سب کو چھ روزہ تربیتی کیمپ میں شرکت کے بعد یہ احساس ضرور ہوا ہوگا کہ ابھی تک ہم لوگ اِن باطل تحریکوں اور فتنوں کی خطرناکی سے ناآشنا تھے۔ اس کیمپ سے استفادہ کے بعد یہ احساس پیدا ہو جانا ہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ جن علاقوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت قائم کیا گیا ہے۔ مثلاً حیدرآباد، وہاں تو اتنا کام بڑھا ہے کہ وہاں کی مجلس نے اپنی زمین خرید کر مستقل طور پر اپنی عمارت بنائی ہے اور اب وہ مستقل ایک ادارہ بن گیا ہے۔ اب آپ سب یہاں سے احساس ذمہ داری کا جذبہ لے کر اٹھیں اور اپنے اپنے علاقوں میں باطل قوتوں سے مسلمانوں کے ایمان وعقائد کو محفوظ کرنے کی خدمت میں مشغول ہو جائیں اور مرکزی دفتر کل ہند مجلس کو اپنی سرگرمیوں سے باخبر رکھیں۔ بیان کے اختتام سے قبل مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی تازہ تصنیف ’’اسلامی عقائد ومعلومات‘‘ نامی کتاب کے ملیالم زبان کا رسم اجراء بھی حضرت مہتمم صاحب کے بدست عمل میں آیا۔ اس کتاب کا ملیالم زبان میں ترجمہ مولانا بادشاہ کیرالوی شعبہ تحفظ ختم نبوت کے سہ ماہی کورس کے تربیت یافتہ نے کیا ہے۔ بعد ازاں تمام شرکاء کو سند شرکت اور موضوع سے متعلق قیمتی کتابیں بطور انعام دی گئیں اور حضرت مفتی ابوالقاسم کی رقت آمیز دعاء پر پروگرام مکمل ہوا۔

اس موقع پر بطور خاص مولانا محمد نسیم احمد بارہ بنکوی، مولانا اسعداللہ بستوی، مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی، مولانا محمد شاہد انور بانکوی، ماسٹر محمد احمد گورکھپوری، مولانا محمد حذیفہ گجراتی، مولوی عبداللہ ہریدواری، مولوی عبدالماجد چمپارنی، مولانا محمد یونس راجستھانی ودیگر موجود رہے۔

ایک ضروری وضاحت

جناب نگر کورس کے بعد فقیر جلدی سے ملتان حاضر ہوا۔ شوال کے ''لولاک''، ''محاسبہ قادیانیت'' جلد ہفتم و ہشتم اور ''مشاہیر کے خطابات ختم نبوت'' کی تیاری اور ان کے پیش لفظ لکھے اور دوڑتے دوڑتے لکھے۔ یہ کمپوزر حضرات کو دیئے اور سفر پر روانہ ہوگیا۔ مہینہ بھر ملک سے غیر حاضر رہا۔ عید کے دن واپسی ہوئی۔ غالباً اسی روز ہی مخدوم گرامی جناب صلاح الدین صاحب کا ٹیکسلا سے فون آیا کہ: ''مشاہیر کے خطبات ختم نبوت'' کا پیش لفظ لولاک میں پڑھا۔ وہ کتاب کس مرحلہ میں ہے؟ قارئین یقین فرمائیں سفر پر جانے کے بعد ایسے بھولا کہ ایک دفعہ بھی یاد نہ آیا کہ کام کس مرحلہ میں چھوڑے تھے؟ اب کے فون سے یاد آیا تو عرض کیا، کتاب مکمل تھی۔ پیش لفظ لکھ کر دے آیا تھا۔ پریس بھجوانا تھی۔ چلی گئی تو چھپ گئی ہوگی۔ ورنہ عید کی چھٹیوں کے بعد دس بارہ دن میں چھپ جائے گی۔ عید کے اگلے روز یعنی منگل کو گھر حاضری ہوئی۔ بدھ کو مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے قدم رنجہ فرمایا تو ادھر ادھر کے حالات کے بعد مژدہ سنایا کہ تینوں (متذکرہ) کتب چھپ گئی ہیں۔ خوشی ہوئی۔ اتنے میں وہ اٹھے۔ گاڑی سے شاپر نکالا۔ اس سے پانچ عدد ''مشاہیر کے خطبات ختم نبوت'' کتابیں نکالیں۔ اور فقیر کے سامنے رکھیں۔ ٹائٹل پڑھا تو عرض کیا کہ کتاب پر بطور مرتب کے فقیر کا نام ہے۔ حالانکہ یہ کتاب تو جناب صلاح الدین کی ہے۔ ان کا نام آنا چاہئے تھا۔ میرا نام کیوں لکھا؟ انہوں نے فرمایا کہ میرا ابھی یہی خیال تھا۔ لیکن ملتان سے جو پرنٹ لائن کے صفحہ پر لکھا تھا اسی کا ٹائٹل بنوا دیا۔ فقیر نے پیشانی سے پسینہ صاف کیا کہ میاں میری غلطی ہے کہ پیش لفظ لکھا اور ٹائٹل تیار نہیں کیا۔ سب ٹائٹل، پرنٹ لائن سب بعد میں کمپیوٹر والے دوستوں نے تیار کئے۔ لیکن آپ خیال کرتے۔ کتاب کس مرحلہ میں ہے؟ ثانی صاحب نے فرمایا کہ لاہور سے عید کی چھٹیاں ختم ہوتے ہی ملتان آجائے گی۔ میں نے کہا کہ اسے روک دیں۔ ملتان حاضری کے بعد فیصلہ کریں گے کہ کیا کرنا ہے؟ عید کے تیسرے دن ملتان آیا تو فون کیا کہ نیا ٹائٹل بنوا کر لگادیں۔ جس پر بطور مرتب کے صلاح الدین صاحب کا ہی نام ہو۔ انہوں نے ایسے کیا۔ کتاب ملتان آگئی۔ لیکن سب ٹائٹل میں تبدیلی کے لئے نیا صفحہ پرنٹ کرنا پڑتا جو لمبا کام تھا۔ اب ٹائٹل پر جناب صلاح الدین صاحب کا نام، سب ٹائٹل پر فقیر کا نام۔ اس طرز کی کتاب تیار ہوکر ہاتھوں ہاتھ نکل رہی ہے۔ لیکن اس تحریر کے ذریعہ وضاحت عرض کرنا ضروری ہے کہ اس کتاب کے مرتب وجامع جناب محترم صلاح الدین صاحب ہیں۔ فقیر کا نام بغیر ارادہ کے غلط طور پر چھپا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔ کچھ تصحیح کردی ہے کچھ رہ گئی۔ یہ اگلے ایڈیشن میں ہوگی جو جناب نگر کانفرنس تک آجائے گا۔ انشاءاللہ!

اس کتاب میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود ؒ کی سات تقریریں ہیں۔ ساتویں تقریر پر دسمبر ۱۹۸۹ء چھپ گیا ہے۔ حالانکہ یہ دسمبر ۱۹۷۹ء کی ہے۔ یہی غلطی پیش لفظ میں ہوئی۔ آئندہ ایڈیشن میں دونوں غلطیوں کی تلافی ہوگی۔

خطاء کار و معافی کا طلب گار: فقیر اللہ وسایا (ملتان)

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... ادارہ

عکس سیرت، مصنف: مولانا پروفیسر محمد عمر عثمانی، صفحات:۱۹۲، قیمت:۲۵۰، ملنے کا پتہ: جامعہ حنفیہ اہل سنت والجماعت مدنی جامعہ مسجد گلیانہ گجرات03006293296

تقریباً ساڑھے چودہ سو سال سے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر بے بہا تقاریر، مضامین اور کالم نگاری ہوئی۔ مگر آج تک کسی ایک مقرر، مصنف یا کالم نگار نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے کسی پہلو کو بھی مکمل کیا ہو۔ ہر شخص جب اس کی زندگی کی شام ہونے کو آئی تو وہ پکار اٹھا کہ ’’بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر‘‘ مذکورہ کتاب میں بھی آنحضرت ﷺ کی مبارک زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پروفیسر محمد عمر عثمانی کے لکھے گئے کالم کو جمع کیا گیا ہے۔ کتاب کا ٹائٹل چہار رنگ، جاذب نظر ہے۔ کتاب کا ورق عمدہ اور بائنڈنگ مضبوط ہے۔

جوہر صغیر شرح اردو نحو میر: مؤلف: مولانا حبیب اللہ حقانی: صفحات:۱۲۰: قیمت: درج نہیں ملنے کا پتہ: السعید اکیڈمی جامعہ دار العلوم کوٹھا ضلع صوابی۔ 0306-5916952

مؤلف کتاب مولانا حبیب اللہ حقانی جامعہ دار العلوم کوٹھا ضلع صوابی کے ذی وقار استاذ ہیں اور انتہائی لائق و محنتی ہیں۔ انہوں نے طلبہ کی استعداد اور صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے انتہائی آسان انداز میں نحو میر کی شرح ’’جوہر صغیر‘‘ کے نام سے تالیف کی ہے۔ جس میں نحو میر میں لکھے گئے نحوی قواعد وضوابط اور نحوی اصطلاحات کی تعریف کر کے مثالوں کے ساتھ اور تمرینوں کے ساتھ سہل انداز میں سمجھانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ طلبہ کے لئے بہت مفید کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین!

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی کا خطبہ جمعۃ المبارک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے امیر مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب مدظلہ نے ۱۶؍جون کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد بلال ؓ غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ارشاد فرمایا۔ ذکر، کے موضوع پر مدلل ومفصل خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ ہر حال میں ہر مسلمان کی جان، مال، آل، اولاد، عزت وتوقیر سے زیادہ اہم ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

سہ ماہی اجلاس مبلغین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا۔ جس کی مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا اللہ وسایا نے کی۔ گزشتہ سہ ماہی میں فوت ہونے والے حضرات مولانا پیر سیف اللہ خالد لاہور، مولانا خلیل احمد رشیدی اوکاڑہ، قاری محمد زکریا دیپالپور، برادر نسبتی مولانا قاری عبدالوحید قاسمی اسلام آباد، صوفی دین محمد گوجرہ کے پوتے حافظ ولی اللہ، مولانا عبدالرشید سیال مبلغ فیصل آباد کے سسر، چوہدری نوازش علی ایڈووکیٹ حجرہ شاہ مقیم، سید انیس جیلانی صادق آباد، اہلیہ محترمہ قاری محمد طیب حنفی بورے والا، اہلیہ محترمہ مولانا حافظ محمد نواز کہروڑپکا، اہلیہ محترمہ مولانا عبدالرحمٰن رینالہ خورد، والدہ محترمہ مولانا عطاء المنعم نعیم خانیوال، مولانا خالد عابد مبلغ شیخوپورہ کی خالہ، احمد پور شرقیہ کے شہداء سمیت گزشتہ سہ ماہی میں انتقال فرمانے والے جماعتی رفقاء کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

گزشتہ سہ ماہی میں ہونے والے ختم نبوت کورسز، کانفرنسز کی کامیابی پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا گیا۔ خطباء اور شرکاء کا شکریہ۔ آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ کورس میں امسال نوسو ساٹھ کا داخلہ ہوا۔ جنہیں ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، مرزا قادیانی کے کردار، دعاوی اور دیگر فرق باطلہ کے عقائد وعزائم پر نوٹس تیار کرائے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین سمیت ملک بھر سے علماء گرامی، مشائخ عظام اور شیوخ حدیث نے لیکچر دیئے۔ شرکاء کورس کو لاکھوں روپے کی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔ کورس کی کامیابی پر بھی اللہ پاک کا شکر ادا کیا گیا۔ آنے والی سہ ماہی میں ملک بھر کے تمام اضلاع کی تحصیلوں میں ختم نبوت کانفرنسیں، کورسز و دروس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کوئٹہ کے لئے مولانا محمد اویس آف کراچی، تھرپارکر سندھ کے لئے مولانا محمد حنیف سیال آف کنڈیارو کو مبلغ مقرر کیا گیا۔

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقدہ ۱۹، ۲۰؍اکتوبر کے مدعوین سے رابطہ کے لئے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی سرکردگی میں مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا ابوالخیر محمد زبیر، علامہ ساجد میر، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، انجینئر حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، مولانا محمد

امجد خان، مولانا عبدالروف فاروقی، مولانا بشیر احمد شاد، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا محب اللہ نقشبندی لورالائی، مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا عبدالکریم ندیم اور مولانا محمد رفیق جامی سمیت مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام سے رابطہ قائم کر کے انہیں کانفرنس میں شرکت کی دعوت دے گی۔

چناب نگر، نواب شاہ سمیت ملک بھر میں تعمیر ہونے والے دفاتر، مساجد، مدارس کی تعمیرات کی تفصیلات پیش کی گئیں۔ اجلاس میں ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردی کی مذمت کی گئی۔ دہشت گردی کا شکار ہونے والے افراد کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ اجلاس میں عہد کیا گیا کہ جب تک روئے زمین پر ایک بھی منکر ختم نبوت موجود ہے ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی۔ حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ گستاخی رسول کے مرتکبین جن کے متعلق اعلیٰ عدالتیں سزائے موت سنا چکی ہیں۔ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلہ جات پر عملدرآمد کیا جائے۔ تاکہ مشال خان جیسے واقعات رونما نہ ہوسکیں۔ آزاد کشمیر کے کچھ حصے راولپنڈی کے مبلغ مولانا بدرالاسلام عباسی کے سپرد کئے گئے۔ مولانا قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا نذیر احمد فاروقی، مولانا محمد طیب فاروقی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو مولانا مفتی خالد میر، مولانا بدرالاسلام عباسی کے تبلیغی پروگراموں کی نگرانی کرے گی۔ تاکہ آزاد کشمیر میں مؤثر تبلیغ کی جاسکے۔

مولانا اعجاز مصطفیٰ امیر مجلس کراچی جمعیت علماء ہند کے صدر و سیکرٹری مولانا سید ارشد مدنی، مولانا سید محمود مدنی، مولانا شاہ عالم گورکھپوری سے رابطہ قائم کر کے کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں گے۔

اجلاس میں مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اسحق ساقی بہاول پور، مولانا محمد وسیم اسلم ملتان، مولانا محمد اقبال ڈی جی خان، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالرزاق اوکاڑہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا محمد حمزہ لقمان بھکر، ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد خالد میر جہلم اور دیگر کئی ایک حضرات نے شرکت فرمائی۔

رمضان المبارک میں مبلغین کی مصروفیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاول پور، مولانا قاضی عبدالخالق مظفرگڑھ، مولانا محمد اقبال ڈی جی

امجد خان، مولانا عبدالروف فاروقی، مولانا بشیر احمد شاد، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا محبّ اللہ نقشبندی لورالائی، مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا عبدالکریم ندیم اور مولانا محمد رفیق جامی سمیت مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام سے رابطہ قائم کر کے انہیں کانفرنس میں شرکت کی دعوت دے گی۔

چناب نگر، نواب شاہ سمیت ملک بھر میں تعمیر ہونے والے دفاتر، مساجد، مدارس کی تعمیرات کی تفصیلات پیش کی گئیں۔ اجلاس میں ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردی کی مذمت کی گئی۔ دہشت گردی کا شکار ہونے والے افراد کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ اجلاس میں عہد کیا گیا کہ جب تک روئے زمین پر ایک بھی منکر ختم نبوت موجود ہے ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی۔ حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ گستاخی رسول کے مرتکبین جن کے متعلق اعلیٰ عدالتیں سزائے موت سنا چکی ہیں۔ اعلیٰ عدالتوں کے فیصلہ جات پر عملدرآمد کیا جائے۔ تاکہ مشال خان جیسے واقعات رونما نہ ہوسکیں۔ آزاد کشمیر کے کچھ حصے راولپنڈی کے مبلغ مولانا بدرالاسلام عباسی کے سپرد کئے گئے۔ مولانا قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا نذیر احمد فاروقی، مولانا محمد طیب فاروقی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو مولانا مفتی خالد میر، مولانا بدرالاسلام عباسی کے تبلیغی پروگراموں کی نگرانی کرے گی۔ تاکہ آزاد کشمیر میں مؤثر تبلیغ کی جاسکے۔

مولانا اعجاز مصطفیٰ امیر مجلس کراچی جمعیت علماء ہند کے صدر و سیکرٹری مولانا سید ارشد مدنی، مولانا سید محمود مدنی، مولانا شاہ عالم گورکھپوری سے رابطہ قائم کر کے کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں گے۔

اجلاس میں مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاولپور، مولانا محمد وسیم اسلم ملتان، مولانا محمد اقبال ڈی جی خان، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالرزاق اوکاڑہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا محمد حمزہ لقمان بھکر، ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد خالد میر جہلم اور دیگر کئی ایک حضرات نے شرکت فرمائی۔

رمضان المبارک میں مبلغین کی مصروفیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا قاضی عبدالخالق مظفر گڑھ، مولانا محمد اقبال ڈی جی

مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا عبدالحکیم چیچہ وطنی، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر اور مولانا محمد وسیم اسلم ملتان سمیت علماء کرام اور مبلغین ختم نبوت کے فضائل رمضان، فضائل قرآن، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، ناموس رسالت، شب قدر، اعتکاف سمیت کئی ایک موضوعات پر بیانات ہوئے۔ میزبانی کا شرف مولانا محمد اسحق ساقی نے حاصل کیا۔

سانحہ دوالمیال کی تازہ ترین رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے راہنما مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی، مولانا مفتی محمد معاذ فرماتے ہیں: سانحہ دوالمیال میں ملوث ۴۷ حضرات کی ضمانت پر رہائی عمل میں آچکی ہے۔ باقی حضرات کا کیس سپریم کورٹ میں ۲۰ ؍ جون کو لگ چکا ہے۔ امید یکہ ان کی ضمانت بھی ہوجائے گی۔ جہاں تک متنازعہ مسجد کا کیس ہے ملک محمد طارق ایڈووکیٹ اہل اسلام کی طرف سے پیروی کر رہے ہیں۔ ہر تاریخ پر مولانا مفتی محمد معاذ، مولانا پیر عبدالقدوس کی سرکردگی میں سوڈیڑھ سو مسلمان جوش وخروش کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ گزشتہ دنوں رہا ہونے والے حضرات حاجی ملک محمود، حاجی محمد اقبال، ملک محمد صابر کے اعزاز میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی نے ظہرانہ دیا۔ جس میں مقامی مجلس کے راہنماؤں کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خصوصی شرکت کی۔

دبئی وزٹ ویزا کی آڑ میں جرمنی جانے والے ۱۲ قادیانی گرفتار

لاہور ایئرپورٹ پر ایف.آئی.اے امیگریشن کے عملے نے دبئی کے وزٹ ویزا کی آڑ میں جرمنی جانے کی کوشش کرنے والے ۱۲ ؍ افراد کے گروپ کو آف لوڈ کر کے گرفتار کرلیا۔ گرفتار افراد سے پوچھ گچھ کی گئی تو پتہ چلا تمام قادیانی ہیں اور پاکستان سے پہلی بار باہر جارہے ہیں۔ الگ الگ پوچھ گچھ کے دوران ایک نوجوان نے تسلیم کرلیا کہ وہ دبئی بھجوائے جارہے ہیں اور وہاں سے انہیں امیرنامی ایجنٹ لیبیا بھجوائے گا۔ جس پر تمام گروپ کی تلاشی لی گئی تو ان کے قبضہ سے لیبیا کے ۱۸ جعلی ویزا اسٹیکر برآمد ہوئے۔ ان ویزا اسٹیکر کو ان افراد کے پاسپورٹوں پر چسپاں کر کے انہیں دبئی سے لیبیا لے جایا جاتا اور پھر کشتیوں کے ذریعے سمندر پار اٹلی پہنچا کر غیر قانونی طور پر جرمنی پہنچایا جاتا۔ ملزموں نے بتایا انہوں نے جرمنی جانے کے لئے ربوہ کے تین ایجنٹوں بلال، عاطف گجر اور دوالفتوح کے رہائشی نفیس کو ۹،۹ لاکھ روپے دیئے تھے۔ ۱۲ ؍ افراد میں ایجنٹ نفیس کا اپنا بیٹا اور بلال ایجنٹ کے دو بھائی بھی شامل ہیں۔ ملزموں کو تھانہ پاسپورٹ سرکل کے حوالے کردیا گیا۔ ڈپٹی ڈائریکٹر پاسپورٹ سرکل چوہدری احمد کی ہدایات پر ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر کے تینوں ایجنٹوں بلال، نفیس اور عاطف گجر کی گرفتاری کے لئے ٹیمیں ربوہ روانہ کردی گئی ہیں۔

(روزنامہ ’’نوائے وقت‘‘ لاہور، مورخہ ۲۹ ؍ جون ۲۰۱۷ء، بروز جمعرات ص ۱۲)

مشاہیر کے خطباتِ ختمِ نبوّت

مرتب

صلاح الدّین

بی اے ٹیکسلا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

عظیم الشان سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

زیر صدارت
پیر طریقت ولی ابن ولی حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد الصادق بہاولپور

19 اگست 2017
بروز ہفتہ ان شاء اللہ
بعد از نماز عشاء

یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری مدظلہ
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

محترم جناب حضرت مولانا امجد خان صاحب مدظلہ
قائم مقام جنرل سیکرٹری
JUI پاکستان

شاہین ختم نبوت مناظر اسلام سرمایہ اہلسنت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

محترم جناب حضرت مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب
امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان

خطیب اسلام حضرت جناب مولانا عبدالحمید تونسوی صاحب
آف ملتان

مقرر شیریں بیاں خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب
مہتمم جامعہ [illegible] بہاولپور

الداعی الی الخیر
مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور
مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
0300-6851586
0323-6517480
0322-6532053

سلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی
تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد
بمقام
مسلم کالونی چناب نگر
ختم نبوۃ کانفرنس
ان شاء اللہ
36 ویں
دو روزہ
سالانہ
عظیم الشان
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
بتاریخ
19 20
اکتوبر بروز جمعرات جمعۃ المبارک
2017
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
سیرت خاتم الانبیاء
عقیدہ ختم نبوۃ
حیات عیسیٰ
عظمت صحابہ و اہل بیت
اتحادِ امت
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
اور ظہور مہدی
اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے
مولانا عبدالرزاق اسکندر
خواجہ عزیز احمد
محمد ناصر الدین خان
061-4783486
047-6212611
چناب نگر ضلع چنیوٹ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت